عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۲۶ جمادی الثانی تا ۳ رجب ۱۴۱۷ھ بمطابق ۸ تا ۱۴ نومبر ۱۹۹۶ء | شمارہ نمبر ۲۴

اسلام اور ازدواجی زندگی

صدر فاروق احمد خان لغاری کے نام کھلا خط

اصلاح انسانیت اور اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عسکری زندگی کے اصول

رواداری اور دینی غیرت

تبلیغی کام کرنا علماء کا کام ہے صرف اُمّت کا کام نہیں

قیمت: ۵ روپے

ایک ضروری اعلان وخوشخبری

ماہنامہ "لولاک" کا مرکزی دفتر ملتان سے اجراء

○ ----- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی راہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحب مرحوم نے آج سے پینتیس سال قبل ہفتہ وار لولاک کا فیصل آباد سے اجراء فرمایا تھا اور عرصہ بیس' پچیس سال خون دل سے اس کی آبیاری فرماتے رہے۔ ایک زمانہ میں رد قادیانیت کے ضمن میں ہفتہ وار لولاک کو ایک تاریخی مقام حاصل تھا۔ آپ نے لولاک کو عالمی مجلس کا ترجمان بنادیا تھا۔ اس زمانہ میں قادیانیت کے خلاف کام کرنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف تھا۔

○ ----- آپ کی خدمات کے بعد آپ کے صاحبزادے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب مدظلہ نے اپنے گرامی قدر والد مرحوم کی روایات کو زندہ رکھا اور ہفتہ وار لولاک مثالی خدمات انجام دیتا رہا۔

○ —— گزشتہ کچھ عرصہ سے لولاک کی اشاعت میں تعطل پیدا ہوگیا تھا' جس کا ملکی و جماعتی حلقہ میں بہت اثر لیا گیا۔ جبکہ عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے ایک ترجمان شائع کیا جائے۔ ہفتہ وار لولاک فیصل آباد' ہفت وار ختم نبوت کراچی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دونوں ترجمانوں نے جو مثالی و سنہری خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

○ ----- محرم ۱۴۱۷ء میں عالمی مجلس کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ملتان میں متفقہ طور پر طے ہوا کہ ہفتہ وار لولاک فیصل آباد کو بجائے ہفتہ وار کے ماہنامہ کردیا جائے اور بجائے فیصل آباد کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع کیا جائے۔

○ —— حسب سابق اس کے مدیر حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب ہوں گے۔ اور اس کے جملہ انتظامات' آمد و صرف کی ذمہ داری دفتر مرکزیہ کی ہوگی۔

○ ----- عالمی مجلس کے اس فیصلہ کا مبلغین حضرات و جماعتی رفقاء نے بھرپور خیر مقدم کیا ہے اور ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اسے کامیاب بنانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔

○ —— فیصل آباد سے ملتان لانے کے لئے چند قانونی دشواریاں ہیں۔ جونہی وہ دور ہوئیں ان شاء اللہ العزیز اسے دفتر مرکزیہ سے شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

○ ----- تمام دینی حلقہ اور ختم نبوت کے مشن سے وابستہ حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس امر خیر دعاء فرمائیں۔ اللہ رب العزت محض اپنے فضل و احسان سے اسے شروع کرنے کی توفیق ارزاں فرمائیں۔ پرچہ کن خصوصیات کا حامل ہوگا۔ زرمبادلہ' ضخامت' مضامین کی ترتیب و پالیسی اور دیگر امور کی تفصیلات طے کی جارہی ہیں۔ جنہیں عنقریب آپ کے سامنے پیش کردیا جائے گا۔

وماتوفیقی الا باللہ' علیہ توکلت والیہ انیب

رابطے کا پتہ

(حضرت مولانا) عزیز الرحمان جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ۔ ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۵ شمارہ ۲۴

۲۶ جمادی الثانی تا ۳ رجب ۱۴۱۷ھ

بمطابق ۸ تا ۱۴ نومبر ۱۹۹۶ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت

○ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا

○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مولانا نذیر احمد تونسوی

○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان

○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر محمد انور رانا

قانونی مشیر حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و منزئین ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

❑ صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری کے نام کھلا خط ۳

❑ تبلیغی کام کرنا علماء کا کام ہے صرف امت کا کام نہیں ۶

❑ اصلاح انسانیت اور اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۸

❑ اسلام اور ازدواجی زندگی ۱۲

❑ عسکری زندگی کے اصول ۱۷

❑ رواداری اور دینی غیرت ۱۹

❑ مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ ۲۳

❑ اخبار ختم نبوت ۲۵

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۶۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ امریکی ڈالر

یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش نمبر ۹۔۳۸۷ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ، ملتان فون 583486-514122، فیکس 542277

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ, U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا | طابع: سید شاھد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: ۱۳ ابریٹو لائن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر پاکستان سردار فاروق احمد خان لغاری کے نام کھلا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی

آنجناب کی توجہ ایک حساس قومی و دینی اور انتظامی مسئلہ کی طرف متوجہ کرانا چاہتے ہیں' جو بوجوہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہے وہ یہ کہ:

❑ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے زمانہ اقتدار میں ملک بھر کے تعلیمی اداروں کی طرح ربوہ میں قادیانیوں کے تعلیمی اداروں کو بھی قومی تحویل میں لیا گیا۔ اس وقت ان اداروں میں قادیانی کتب نصاب کا حصہ تھیں۔ جنہیں نصاب سے خارج کیا گیا۔ اس وقت ان اداروں کی عمارتوں کی حالت خستہ اور ناگفتہ تھی۔ اکثر عمارات کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا گیا۔ تعلیمی بلاک' دفاتر' ہوسٹل چار دیواریوں کو بنایا گیا۔ بعض عمارتوں کی مرمت کی گئی لیبارٹریز کا سامان سائنس کی کلاسوں کے لئے خریدا گیا۔ یوں تعمیر' مرمت' تنخواہوں اور دیگر گرانٹس پر اس وقت تک بلا مبالغہ اربوں روپے قومی خزانہ سے ان ربوہ کے تعلیمی اداروں پر خرچ کئے گئے۔ قادیانیوں کی اجارہ داری ختم کر دی گئی ملک بھر کے دیگر تعلیمی اداروں کی طرح ان اداروں کو چلایا گیا۔ ربوہ اور گردونواح میں مسلمانوں کو قادیانیوں کے چنگل سے نجات ملی اور انہوں نے اس پر سکھ کا سانس لیا۔ اس پر بھٹو صاحب بجا طور پر مبارک باد کے مستحق گردانے گئے۔

❑ اب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت نے تعلیمی اداروں کو واپس کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ابھی تک ملک بھر میں ایک تعلیمی ادارہ واپس نہیں ہوا۔ لیکن ربوہ کے تعلیمی اداروں کی قادیانیوں کو واپس کرنے کی محکمانہ کارروائی بڑی تیزی سے مکمل ہو رہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کا یہ فیصلہ صرف قادیانیوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا گیا ہے۔

❑ اگر قادیانیوں کو ربوہ کے تعلیمی ادارے واپس کئے گئے تو ربوہ میں مسلمانوں اور حکومت کا کوئی تعلیمی ادارہ نہ ہونے کے باعث ربوہ و گردونواح کے مسلمان قادیانی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کا ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا فیصلہ محترمہ بے نظیر بھٹو کے ہاتھوں کالعدم ہو جائے گا۔ اور پھر دوبارہ ربوہ میں قادیانی اجارہ داری قائم ہو جائے گی۔ مسلمانوں کی سو سالہ جدوجہد پر پانی پھر جائے گا۔ اور بیٹی کے ہاتھوں باپ کے فیصلہ کو حرف غلط کی طرح محو کر دیا جائے گا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

❑ قادیانی ان اداروں میں قادیانیت کی تعلیم بھی دیں گے اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ ادارے قادیانیت کی تبلیغ کے نقطہ نظر سے قائم کئے گئے تھے۔ اس پر قادیانیوں کا ماضی بھی گواہ ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ربوہ اور گردونواح کے مسلمان طلبہ قادیانیت کی ارتدادی لپیٹ میں آجائیں گے۔ اس سے قانون پاکستان کی خلاف ورزی ہوگی اس لئے کہ قادیانی قانوناً" مسلمانوں میں قادیانیت کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

❑ ان اداروں کے نام میں "الاسلام" کا لفظ شامل ہے جیسے تعلیم الاسلام ہائی اسکول یا تعلیم الاسلام کالج۔ اگر ادارے واپس کئے گئے' تو صریحاً" قانون کی خلاف ورزی ہوگی اس لئے کہ قانوناً" قادیانی اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے موسوم نہیں کر سکتے۔

❑ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں گورنمنٹ نے مسلمانوں کے لئے عظیم الشان مسجد تعمیر کی۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں مسلمانوں نے امداد

باہمی کے طور پر لاکھوں روپے خرچ کر کے مسجد تعمیر کی۔ جس میں ایک پیسہ بھی قادیانیوں کا شامل نہیں اگر یہ ادارے حکومت نے قادیانیوں کو واپس کئے تو کیا ان مساجد کو بھی قادیانیوں کو دے دیا جائے گا۔ ایسا کرنا قانون کی ایک صریح خلاف ورزی ہوگی اس لئے کہ قادیانی اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کے نام سے موسوم نہیں کر سکتے اور اگر مساجد مسلمانوں کے پاس رہنے دی گئیں تو پھر قادیانی اداروں میں "مسلمانوں کی مساجد" اس سے ہر وقت فتنہ و فساد' اور لاء اینڈ آرڈر کا احتمال ہوگا۔ کیا حکومت ادارے واپس کر کے خود فتنہ و فساد کی بنیاد فراہم کرنا چاہتی ہے یہ صریحاً" ملک کی سالمیت سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ جسے سوائے ملک دشمنی کے اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔

❑ اگر یہ ادارے قادیانیوں کو واپس کئے جاتے ہیں۔ تو جہاں ہزار مسلمان طلبہ و طالبات یا قادیانی اداروں میں تعلیم حاصل کریں گے یا سرے سے تعلیم سے محروم ہو جائیں گے۔ وہاں مسلم اساتذہ و اسٹاف کا کیا بنے گا؟ کیا یہ ادارے واپس کر کے مسلمان طلباء و طالبات' اساتذہ و اسٹاف کو حکومت قادیانیوں کی گود میں ڈالنا چاہتی ہے؟

عالی جناب! آپ ٹھنڈے دل و دماغ اور خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر محض ملک اور اسلام کے مفاد میں ان امور پر غور فرمائیں کیا قانوناً" شرعاً" اخلاقاً" ان اداروں کو قادیانیوں کو واپس کرنے کا کوئی ادنیٰ سا بھی جواز ہے۔ خداوند کریم آپ کو ملکی سلامتی اور ربوہ و گردونواح کے مسلمانوں کے تحفظ و بقاء کے لئے صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق ارزاں فرمائیں۔ امید ہے کہ آنجناب خداوند کریم کی عنایت کردہ توفیق سے اپنے اختیارات کو بروئے کار لاکر قادیانیوں کو ربوہ کے تعلیمی اداروں کی واپسی کی منسوخی کا واضح حکم جاری فرماکر ربوہ و گردونواح کے مسلمانوں کو قادیانیوں کی غلامی سے محفوظ فرمائیں گے۔ اور حکومتی صریح زیادتی کا مداوا کریں گے۔

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کراچی

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز جمعۃ المبارک کی مبارک تاریخ آئی کہ جس کے انتظار میں عاشقان رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم سراپا انتظار تھے' یہ کانفرنس شاہراہ قائدین پر جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش بالمقابل مزار قائد منعقد ہوئی' کتاب و سنت کے متوالوں کے تمام قافلے تمام راستے باب الرحمت کی طرف رواں دواں ہوئے اہل توحید اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں کی تعداد میں قافلہ در قافلہ' کارواں در کارواں اور جوق در جوق شاہراہ قائدین پہنچے' شدایان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں میں ایک ہی خواہش' ایک ولولہ اور ایک ہی جذبہ کار فرما تھا کہ وہ کتاب و سنت کے جواہر پاروں کو اپنی جھولیوں میں سمیٹ لیں گے اور سینوں میں اللہ رب العزت کے کلام اور خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ کی ضیاء پاشیوں کے چراغ جلائیں گے اور آتش عشق سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں گوری اقلیت کے پروردہ ناسور قادیانیت کے خس و خاشاک کو جلا کر خاکستر کردیں گے۔ ختم نبوت کے پروانوں نے تحفظ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شجر سایہ دار کو دیکھا کتنا تناور ہو چکا ہے کہ جس کی آبیاری میں دس ہزار نوجوانوں نے ۱۹۵۳ء میں اپنی جوانیاں لٹادیں' بوڑھوں نے اپنے جگر گوشوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے ذبح ہوتے دیکھا' ماؤں نے اپنے پیاروں کو تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان ہوتے دیکھا' دلہنوں نے اپنے سہاگ لٹادیئے' اس لئے کہ خاصہ کائنات محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام و ناموس پر آنچ نہ آنے پائے۔ عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس عظیم الشان جم غفیر۔ اس شجر سایہ دار کو دیکھا کہ وہ کس قدر برگ و بار لاچکا! جس کی آبیاری میں مردان احرار نے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا احسان احمد شجاع آبادی' مولانا لال حسین اختر' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا محمد یوسف بنوری نے اور موجودہ امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم نے کس قدر تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قید و بند کی صعوبتوں اور کلفتوں کو برداشت کیا۔ غازی علم الدین شہید اور غازی عبدالقیوم جیسے عظیم سپوتوں نے تختہ دار کو لبیک کہنے سے گریز نہیں کیا تھا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں پوری قوم نے متحد ہو کر سچی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیا نتیجہ یہ نکلا کہ گوری اقلیت کے "خود کاشتہ پودا" قادیانیت کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم قرار دیا گیا اور پوری دنیا پر قادیانیت کا روایتی دجل واضح ہو گیا

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

تبلیغی کام کرنا علماء کا کام ہے صرف امت کا کام نہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون (آل عمران ۲۲۳)

ترجمہ۔ اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونا ضروری ہے جو کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ (ایضاً ۳)

ترجمہ۔ تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم لوگ نیک کاموں کو بلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔

دعوت و تبلیغ کے درجات

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ دعوت و تبلیغ کے درجات مختلف ہیں۔ جو جس درجہ کا اہل ہو ویسا ہی اہتمام کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر درجہ کا اہتمام کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو دعوۃ الی الخیر کرے اور امر بالمعروف کرے اور نہی عن المنکر کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک خاص جماعت کا کام ہے ساری امت کا کام نہیں اور دعوت الی الخیر اور دعوت الی اللہ کے ایک ہی معنی ہیں۔ سو اس میں تو اس کو صرف ایک خاص جماعت کا کام فرمایا گیا ہے اور دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن اتبعنی سبحان اللہ وما انا من المشرکین

ترجمہ۔ فرمادیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ بلاتا ہوں میں اللہ کی طرف بصیرت پر ہو کر' میں اور جتنے میرے تبع ہیں اور حق تعالیٰ تمام برائیوں سے پاک ہیں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

دیکھئے یہاں پر مطلقاً ومن اتبعنی ہے یعنی جتنے میرے تبع ہیں سب حق کی طرف بلاتے ہیں' اس میں عموم ہے۔ اس خصوص اور عموم سے معلوم ہوا کہ اس کے درجات اور مراتب ہیں۔ ایک درجہ کا پہلی آیت میں ذکر ہے اور ایک درجہ کا دوسری آیت میں اور وہ درجات دو ہیں۔

ایک دعوت عامہ پھر دعوت عامہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دعوت حقیقیہ اور ایک دعوت حکمیہ۔

دوسری دعوت خاصہ دعوت حکمیہ وہ ہے جو معین ہو دعوت حقیقیہ میں۔ میں نے آسانی کی لئے یہ لقب تجویز کئے ہیں۔ ان میں اصل دو ہی قسمیں ہیں دعوت الی اللہ کی یہ دعوت عامہ اور دعوت خاصہ۔ اور ایک قسم معین ہے دعوت عامہ کی۔ تو اس طرح یہ کل تین قسمیں ہو گئیں۔ تو ہر شخص کے متعلق جدا جدا مرتبہ کے لحاظ سے ایک ایک دعوت ہوگی۔

چنانچہ دعوت خاصہ ہر مسلمان کے ذمے ہے اور وہ ہے جس میں خطاب خاص ہو اپنے اہل و عیال کو' دوست احباب کو اور جہاں جہاں قدرت ہو' اور خود اپنے نفس کو بھی حدیث شریف میں ہے کہ "تم میں سے ہر ایک راعی (یعنی نگران) ہے اور تم میں سے ہر ایک سے (قیامت میں) پوچھا جائے گا کہ رعیت کے ساتھ کیا کیا"۔ (بخاری شریف)

یہ دعوت خاصہ ہے اور قرآن میں بھی اس کا ذکر ہے۔ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو عذاب دوزخ سے بچاؤ۔ (التحریم ۲۶۔۲)

یہ بھی دعوت خاصہ ہے کہ اپنے اہل و عیال کو دوزخ سے بچانے کا حکم ہے (جو کہ فرض عین ہے سو اس کا تو ہر شخص کو اپنے گھر میں اور تعلقات میں اہتمام کرنا چاہئے (وعظ و تبلیغ جلد ۱۳ص ۵۳)

اور ایک دعوت عامہ ہے جس میں خطاب عام ہے۔ یہ کام ہے صرف مقتداؤں (پیشواؤں' اہل اللہ علماء کرام) کا جیسا کہ ولتکن منکم امه (سے معلوم ہو رہا ہے اور اس کی تخصیص میں ایک راز ہے اور وہ یہ ہے کہ دعوت عامہ (یعنی وعظ) اسی وقت موثر ہوتی ہیں جب مخاطب کے قلب میں داعی کی وقعت ہو مخاطبین کے قلب میں داعی کی وقعت ہونی چاہئے اور ظاہر ہے کہ بجز مقتداء کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو عام لوگوں کے دلوں پر اثر ڈال سکے اور ایسے لوگ کتنے ہوتے ہیں جو یہ سمجھتے ہوں کہ انظر الی ما قال یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے۔

ولا تنظر الی من قال

اور یہ نہ دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے۔

اور یہ سمجھتے ہوں کہ

فرد باید کہ گیرد اندر گوش
در بشتہ است پند دیوار

یعنی انسان کو چاہئے کہ نصیحت پر عمل کرے نصیحت کی بات چاہے دیوار پر لکھی ہوئی کیوں نہ ہو تو ایسے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں ورنہ "عموماً" یہ دیکھتے ہیں کہ واعظ یا داعی (مبلغ) باوقعت (یعنی باعمل) ہے یا نہیں۔ اگر وقعت نہیں ہوتی تو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ جب ہمارے برابر کا ہو کر ہم کو نصیحت کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ترفع چاہتا ہے اور ہم سے بڑا بننا چاہتا ہے اور واقع میں اکثر ہوتا بھی یہی ہے۔ اس وجہ سے دعوت عامہ میں مقتداء ہونے کی ضرورت ہے اور دعوت عامہ کے لئے داعی کو مقتداء ہونا چاہئے جس کے لئے عالم ہونا بھی لازم ہے۔ دوسری اس لئے بھی مقتداء کو عالم ہونے کی ضرورت ہے کہ خطاب عام ہوا کرتا ہے۔ یعنی وعظ کہتا ہوا دیکھ کر لوگ یہی سمجھیں گے کہ یہ دین کے مقتداء اور عالم ہیں اور یہ سمجھ کر ان سے شرعی اور فقہی مسائل پوچھیں گے اور یہاں مسائل کا عالم صفر ہو گا اور اتنی ہمت نہ ہوگی کہ یہ کہہ دیں کہ ہم کو معلوم نہیں اور ہر وقت ایسی ترتیب سمجھ میں نہیں آتی کہ کہہ کر ٹال دیا کریں۔ لامحالہ اسی حدیث شریف کا مصداق بن جاتا ہے جس میں ہے کہ 'بغیر علم کے جو جی میں آئے گا فتویٰ دے گا افسوس دوسروں کو تو ہم اپنے مذہب میں کیا لاتے اپنے ہی بھائیوں کو اپنے مذہب میں نہیں رکھ سکتے۔ خدانخواستہ اگر یہی نوبت رہی تو آج نو مسلموں پر (اغیار کی جو) مشق ہے اگر مخالفین کا حوصلہ بڑھ گیا تو کل وہ پرانے مسلمانوں کو بھی اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کریں گے اگرچہ وہ چند ہی سہی اور غلام زن وزر ہی سہی مگر ہمارے رونے کے لئے تو ایک بھائی کا کم ہو جانا بھی کافی ہے۔

(وعظ دعوت و تبلیغ ج ۱۲ ص ۱۰)

حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوری صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ علماء کرام کو دین کے دونوں محاذ پر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ تعلیم و تعلم کی دنیا کو بھی آباد رکھنا ہے اور دعوت و تبلیغ کے ذریعہ عقائد و اعمال کی اصلاح کا کام بھی جاری رکھنا ہے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت کی ضرورت و اہمیت کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ علماء نے آجکل یہ کام چھوڑ دیا ہے جو حضرات انبیاء علیہم السلام کا کام تھا (یعنی دعوت و ارشاد) جس کا نتیجہ یہ ہے کہ واعظ جہلاء زیادہ نظر آتے ہیں۔ جب علماء یہ محاذ چھوڑیں گے تو ظاہر ہے کہ جہلاء مسلط ہوں گے۔ جب علماء تعلیم کے محاذ پر کوتاہی اور غفلت کا مظاہرہ کریں گے تو وہ مسند بھی جہلاء کے زیر قدم آجائے گی تو وہی ہوا جس کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ "جب جہلاء مقتداء و پیشوا ہوں گے تو لوگ ان سے دین سمجھنے کے لئے رجوع کریں گے جس سے وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے" اس لئے ضروری ہے کہ علماء کرام کو تعلیم و درسیات کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا بھی موثر و مسلسل اہتمام کرنا چاہیے۔

ہفت روزہ "ختم نبوت" انٹرنیشنل

" ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل" خالصتاً" تبلیغ دین اور عقیدہ ختم نبوت کا علمبردار ہے اس لئے اس کی زر تعاون مناسب رکھی گئی ہے تاکہ کسی فرد پر بوجھ بھی نہ ہو اور رسول آخرین ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ میں باآسانی حصہ بھی لے سکیں۔ امید ہے آپ ہفت روزہ "ختم نبوت" کو پسند فرمائیں گے اور مفید مشوروں سے بھی نوازیں گے۔

"ختم نبوت" کا خود مطالعہ کریں اور اپنے احباب کو ترغیب دے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تحفظ ناموس رسول اللہ ﷺ کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، خود بھی ممبر بنیں احباب کو بھی ممبر بنائیں، مالی طور پر ہفت روزہ "ختم نبوت" کو مستحکم بنانے کے لئے تجارتی اداروں کو اشتہار دینے کی ترغیب دیں۔

(نوٹ) ایجنسی لینے والے احباب کو خصوصی رعایت دی جائے گی

(ادارہ)

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے

ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن ۱۰ سٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۷۳۵۸۰۳

قسط نمبرا

پروفیسر ڈاکٹر ولی محمد
خواجہ فرید کالج، رحیم یار خان

اصلاحِ انسانیت اور اسوۂ نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اترنے کا حکم صادر فرمایا تو آگاہ کیا تھا کہ:

"اھبطو منہا جمیعاً فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون"

(البقرہ ۳۵)

یعنی (تم سب زمین پر اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کے تابع ہو کر چلا ایسے لوگوں کو نہ کسی طرح کا کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ وہ مبتلائے غم ہوں گے)

اس فرمان خداوندی سے یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ زمینی زندگی دو قسم کے خطرات کی آماجگاہ ہے۔ ۱۔ لاعلمی کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا مستقبل جہاں اٹھنے والے ہر نئے قدم کا پتہ نہیں کہ کس ہلاکت گاہ میں پڑے اور کیسی مہیب تباہی لائے۔ دوسری طرف ماضی کا عفریت جو لمحہ لمحہ چھین چھین کر گزشتہ کے غار میں پھینکتا چلا جاتا ہے۔ اور ہر چھن جانے والا لمحہ سینے میں حسرت کا ایک تازہ داغ چھوڑ جاتا ہے جس کی سوزش وقت گذرنے کے ساتھ کم نہیں ہوتی بلکہ داغ پہ داغ لگتا چلا جاتا ہے اور گھاؤ بنتے چلے جاتے ہیں۔ ماضی کے کسی لمحے کو لوٹا لینا بس کی بات نہیں مستقبل میں جھانک کر اٹھنے والے قدم کا انجام دیکھ لینا ممکن نہیں نتیجہ ظاہر ہے۔ ماضی حسرتوں کا مرقع غموں کا ہجوم غموں کی یلغار، مستقبل اندھیروں کا سمندر جہاں کسی قدم کا سیدھا پڑھنا یقینی نہیں۔ قدم قدم پہ مہیب خطرات لغزشوں کے اژدھے سوچ کے عفریت ہوس کے مگرمچھ منہ کھولے بیٹھے ہیں ہر طرف خوف ہی خوف ہے، ایسے میں یہ عقل کا پتلا کیا کرے جسے انسان کہتے ہیں۔ جبکہ ماضی پر قدرت نہیں اور مستقبل کا ادراک نہیں گویا فطرت انسانی طلب گار ہوئی کہ مستقبل کے خطرات اور تباہی و ہلاکت سے تحفظ کی خاطر علم و ادراک کی روشنی ملے ماضی میں ڈھلنے والے لمحات آغوش حسرت میں جانے کے بجائے سرور و نشاط کا باب بن جائیں۔ دوسرے لفظوں میں انسانی فطرت زمینی زندگی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے نور ہدایت کی محتاج قرار پائی چنانچہ رب غفور نے انسان پر رحم فرمایا اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعے فطرت انسانی کو ہدایت کی روشنی سے بہرہ مند فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارتے وقت ہدایت کے انعام کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ اولاد آدم پر پورا فرمادیا تاکہ اولاد آدم ہدایت خداوندی کی روشنی میں اپنی زندگی کو خوف و غم کی تباہ کاریوں سے بچاسکے۔ رب رحیم نے ہر علاقے اور ہر قوم میں اپنے نبی بھیجے جو نور ہدایت سے لوگوں پر زندگی کے نشانمائے راہ واضح کرتے تھے اور ان نے عقیدہ و عمل کی گمراہیوں اور تباہ کاریوں پر انہیں آگاہ کرتے تھے اور بدانجامی سے ڈراتے تھے دوسری طرف اپنے اسوہ حسنہ سے عمل کی ایسی راہ متعین فرمادیتے تھے جو فوز و فلاح کی جیتی جاگتی تصویر ہوتی تھی بلکہ انسانی معاشروں نے بار بار یہ تجربہ کرکے دیکھا کہ ان کے اسوہ حسنہ سے ہٹ کر زندگی کی کامیابی کے لئے کوئی امکان سرے سے موجود ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ جو بھی نبی آیا اس نے کامیابی کی صرف ایک ہی صورت بتائی یہ کہ اللہ کی ناراضگی سے بچو اور میری اطاعت کرو چنانچہ سورۃ شعراء میں حضرت نوح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام کے سلسلے دعوت میں ایک بات سب کے ہاں مقرر ذکر ہوئی ہے یہ کہ:

"انی لکم رسول امین فاتقو اللّٰہ واطیعون○

(الشعراء ۱۲۵،۱۲۶)

(بے شک میں تمہارے لئے رسول ہوں اور امین ہوں پس تم اللہ کی نافرمانی سے بچو اور میری اطاعت کرو)

معلوم ہوا کہ عرصہ حیات میں ناروا باتوں سے بچتے ہوئے اسوۃ النبی ﷺ کی اتباع و پیروی ہی کامیابی کی واحد ضمانت ہے اس سے قدم ہٹے گا تو تباہی میں پڑے گا، اہل مدین کے وڈیروں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ:

"لان تبعتم شعیباً انکم اذا لخاسرون○"

(سورۃ اعراف:۹۰)

(اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی کی! تو یقین جانو کہ بس تم خسارے میں پڑ گئے)

اللہ تعالیٰ ان کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"الذین کذبو شعیباً کان لم یغنو فیھا الذین کذبو شعیباً کانو ھم الخاسرون○"

(الاعراف)

(جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہ ایسے تباہ ہوئے گویا کبھی یہاں بسے ہی نہ تھے' جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی خسارے میں رہے)

پس معلوم ہوا کہ اسوہ نبوی سے ہٹ کر کامیابی کی کوئی راہ اور کوئی صورت موجود نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی زندگی تمام عملی کوتاہیوں اخلاقی کمزوریوں اور ناروا باتوں سے پاک ہوتی ہے۔۔ سورہ ہود میں حضرت شعیب کے سلسلہ دعوت میں اس حقیقت کو اور واضح کردیا ہے فرماتے ہیں:

"ومااریدان اخالفکم الی ماانھاکم عنہ ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ویا قوم لایجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل مااصاب قوم نوح او قوم ھود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید O"

(ھود ۸۸)

(اور میں یہ نہیں چاہتا کہ خود وہی کام کروں جس سے میں تمہیں روکتا ہوں' میں تو صرف اور صرف اصلاح چاہتا ہوں جس قدر میرے بس میں ہے اور اس کی توفیق بھی مجھے صرف اللہ ہی دیتا ہے اسی پہ میرا توکل ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی اللہ تعالیٰ کی عصمت و حفاظت میں ہوتی ہے جس بات سے وہ لوگوں کو روکتے ہیں وہ عملاً" پہلے ہی اس بات سے بچے ہوتے ہیں' ان کے عمل کا معیار حیات انسانی کی اصلاح ہے اس میں وہ اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں کیونکہ استطاعت کی آخری حد یہی ہے اور ان کی استطاعت توفیق خداوندی سے وابستہ ہے توکل اس میں پختگی' استقامت اور تسلسل کی شان پیدا کرتا ہے انابت الی اللہ کا مقام اس کی طہارت و پاکیزگی کو وہ بانکپن عطا کرتا ہے جس کے بعد اسوہ نبوی کی نزاکتیں خلاف اولیٰ کی متحمل نہیں ہوسکتیں' یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ کی ہر ادا حسین ہوتی ہے اور رب کائنات کی عین رضا ہوتی ہے اسی لئے فرمایا کہ:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"

(آل عمران ۳۱)

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے

گویا اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی ﷺ کی ادا اس قدر محبوب ہے کہ اس کو اپنانے والا بھی اللہ کو محبوب ہوجاتا ہے اسی لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنی نافرمانی کے انجام سے ڈرایا اور فرمایا کہ (اے میری قوم! تمہیں میری نافرمانی اس انجام تک نہ پہنچادے کہ تم بھی اسی عذاب کی گرفت میں نہ آجاؤ جو قوم نوح پر یا حضرت ھود علیہ السلام کی قوم پر آیا یا جو حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر مسلط ہوا اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم تو تم سے کچھ بھی دور نہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام قوموں کی تباہی کا واحد سبب یہی تھا کہ انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی سے منہ موڑلیا تھا جبکہ اسوہ نبوت کے سوا اور کوئی روشنی وجود میں نہیں کہ جس سے انسان راہ حیات میں ایک قدم آگے بڑھ سکے' علم و ادراک سے تہی دست عقل انسانی اس قابل نہیں کہ تنہا اس کی بصیرت و دانست پر بھروسہ کرکے راہ حیات پر گامزن ہوا جائے جن قوموں نے یہ حماقت کی وہ تمام تر تباہی کے گھاٹ اتر گئیں۔

حیات انسانی کا وہ دور جو ابتدائی مراحل سے گذرتا ہوا تجربہ و ترقی کے مراحل سے ہمکنار ہوا اس کے اولیں سرے پر اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرماکر انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ ختم فرمادیا .... زبان و مکان کی وسعتیں' قوموں کا عروج و زوال' ان کے مزاج و نفسیات کا تفاوت رنگ و نسل کے امتیازات' بود و باش کے طور و طریق' فکر و خیال کی بلند پروازیاں' ادب و ثقافت کی نیرنگیاں' رسم و رواج کے تشخصات' آب و ہوا کے تغیرات اور جغرافیائی حد بندیوں کے تعصبات کی علاوہ سائنسی ترقیات و ایجادات کے بوقلمونیاں' یہ سب پیش نظر رہے اور پھر دیکھیں کہ رب کائنات نے ایک ہی برگزیدہ ہستی کو اسوہ حسنہ کی ایسی صفت حمیدہ سے نوازا جو مذکورہ تمام کیفیات و امتیازات کے لئے روشنی کا واحد مینار ہے' جس شخص کو جب بھی اور جس حیثیت میں بھی اپنی زندگی کو ناکامیوں نامرادیوں سے بچانا اور کامیابیوں سے ہمکنار کرنا مقصود ہو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ اپنی زندگی کو خاتم النبیین ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی سے چمکالے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی پوری زندگی میں زندگی کے ہر معاملے میں ہر چھوٹے بڑے کام میں خاتم النبیین ﷺ کی سنت کو اپنائے اور بڑے خلوص و محبت کے ساتھ اپنائے اور "بلا لومۃ لائم" اپنائے یعنی سوسائٹی کے تقاضے' ساتھیوں کا دباؤ اور برادری کے رسم و رواج اور معاشرے کی عادات کے عذر بہانے آڑے نہ آنے پائیں۔ اور جس شخص نے تنہا عقل کی بصیرت پر بھروسہ کرتے ہوئے نبی امی ﷺ کی واقعی سنتوں کو پرانی قدریں گمان کرتے ہوئے اپنی عقل کی دانست کے زور سے ماحول کو چاہتوں کو سنت کہہ کر اپنالیا یا اس نے اسوہ نبوی کو بے اعتنائی سے نظرانداز کردیا تو اسے بھی اسی تباہی اور بربادی کی آغوش میں جانا پڑے گا جس میں اس کے پیش رو گئے جنہوں نے اسوہ نبوی ﷺ کو ٹھکرادیا تھا اور اپنی خواہش کے بتائے ہوئے راستے پر چلے اس لئے کہ یہ راستہ ظلمتوں اور اندھیروں کا راستہ ہے عقل خود اندھیروں میں گم ہے اور روشنی سے خواہاں نصیب

ہے کیونکہ نور نبوت کے علاوہ راہ حیات میں روشنی کی دوسری کوئی سبیل ہی نہیں نبوت کا منصب ہی حیات انسانی کو روشنی عطا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ نورا" وھدی للناس"

(الانعام ۹۲)

(تو کہہ کس نے نازل کی وہ کتاب جو موسیٰ علیہ السلام لے کے آئے جو لوگوں کے لئے ہدایت اور نور تھا)

نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا:

"کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور"

(ابراہیم ۴)

(ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی ہے تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائیں)

یہی حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کے بارے میں دیا' فرمایا:

"ولقد ارسلنا موسیٰ بایاتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور○"

(ابراہیم ۵)

(اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیتیں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالئے)

اور فرمایا:

"وانزلنا الیکم نورا" مبینا"

(النساء ۱۷۵)

(اور ہم نے تمہاری طرف نہایت واضح روشنی نازل فرمائی)

"واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون○"

(الصف ۸)

(اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو بہرحال پورا فرمائیں گے خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی برا لگے)

گویا قرآن مجید کو بھی اللہ تعالیٰ نے نور قرار دیا اور دین حق کا نام بھی نور ہی رکھا' اور خاتم النبیین کے بارے میں فرمایا:

"داعیا" الی اللہ باذنہ سراجا" منیرا"

(الاحزاب ۴۶)

(اللہ کی طرف بلانے والے روشن چمکتے چراغ) اور کافروں کے بارے میں فرمایا:

"والذین کذبوا بایاتنا صم و بکم فی الظلمات"

(انعام ۳۹)

(وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھیروں میں ہیں)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت جو اپنی عملی صورت میں سنت نبوی کے نام سے معروف ہے یہی وہ مشعل ہے جو حیات انسانی پر خوش نصیبوں کی راہ روشن کرتی ہے اور تمام خطرات سے بچ کر کامیابی سے منزل تک رسائی کو یقینی بناتی ہے۔ اور اس سے روگردانی کا مرتکب خواہ وہ کتنا ہی دانشور بن جائے' محقق و مفکر بن جائے اور جو چاہے بن جائے بہرحال اندھیروں میں بھٹکتا رہے گا اسے کبھی روشنی کی کرن نصیب نہیں ہوسکتی سچ فرمایا:

"من لم یجعل اللہ لہ نورا" فمالہ من نور○"

(النور ۴۰)

(جس کو اللہ روشنی عطا نہ فرمائے اسے کہیں سے کوئی روشنی نہیں مل سکتی)

اور اسی روشنی کو اللہ تعالیٰ نے "ہدایت" کے نام سے موسوم فرمایا ہے اور اندھیروں کو ضلالت کا نام دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا○"

(الکھف ۱۷)

(جس کو ہدایت عطا فرمائے ہدایت والا وہی ہے اور جس کو وہ گمراہی میں ڈال دے تو اس کے لئے آپ کو کوئی کارساز طے گا نہ رہنما)

ہوا یہ سوال کہ یہ روشنی سے یہ نور ہدایت انسان کیسے مائل کرے تاکہ اپنی زندگی کو ہدایت نبوی ﷺ سے بہرہ مند کرکے زندگی کی ناکامیوں' نامرادیوں سے بچایا جاسکے اور کامیابیوں خوش بختیوں سے بہرہ نصیب ہوسکے' فساد اور بگاڑ مٹ جائے' اصلاح کی آغوش میں زندگی امن و سکون کا گہوارہ بن جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہدایت نام ہے ایسے اصولوں کا' جن کو جان لینے اور عملاً" اپنا لینے سے زندگی نور یزدانی سے منور ہوجاتی ہے جس کے بعد خیر و شر' نفع و ضرر' فلاح و خسران' عدل و ظلم' خوب و زشت انسان کی نگاہ میں دن اور رات کی طرح واضح ہوجاتے ہیں کالے اور سفید کی طرح ان میں تمیز پیدا ہوجاتی ہے۔

یہ اصول ہدایت دو دائروں پر مشتمل ہیں۔

نمبرا ایمان اور نمبر۲ عمل صالح

عمل صالح ایمان ہی کی شاخ ہے ـــــ

ایمان کے معنے یہ ہیں کہ ہر چیز سے پہلے یہ باور کیجئے کہ یہ کائنات آپ سے آپ نہیں بن گئی' یقینا" اس کا کوئی بنانے والا ہے وہی اسے عدم سے وجود میں لایا ہے اور وہی اسے قائم اور سلامت رکھے ہوئے ہے' وہ واحد ہے کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ورنہ یہ کائنات قائم اور سلامت نہ رہ سکتی' لہٰذا اقرار کیجئے کہ "لا الہ الا اللہ" کوئی معبود نہیں کوئی رب نہیں کوئی حاجت روا نہیں کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں کوئی الہ نہیں اللہ کے سوا۔ انسان کو اس نے پیدا کیا زندگی اور موت کا نظام بنایا عقل فہم بصیرت بخشی تاکہ وہ اچھے کام کرسکے جن سے اللہ راضی ہو۔

"خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا○"

(الملک ۲)

(موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے کام کس کے ہیں) ....رہی یہ بات کہ وہ کون سے کام ہیں جو اچھے کہلائیں اور کیسے کام ہیں جو اللہ کو پسند ہیں جن کے کرنے سے وہ راضی ہوتا ہے؟

اس کے لئے اس نے انبیاء و رسل بھیجے اور ان کی اتباع و اطاعت کو لازم قرار دیا' خالی عقل اس بارے میں کام نہیں دے سکتی تھی جس کی لگام خواہش نفس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اور سب کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین ﷺ کو بھیجا اور "لا الہ الا اللہ" کے ساتھ "محمد رسول اللہ" کے اقرار و تصدیق کو جزو ایمان قرار دیا اور فرمایا:

"من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" (النساء)

(جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اس نے در حقیقت اللہ ہی کی اطاعت کی ہے)

"ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما○" (الاحزاب ۷۱)

(اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تو اس نے در حقیقت بہت ہی بڑی کامیابی پائی)

نیز یہ کہ انسان کی حیثیت اس دنیا میں ایک مہذب جانور کی نہیں جس کا مقصد صرف اچھا کھانا پینا' اچھا رہنا سہنا' مزے اڑانا اور مرجانا ہو' بلکہ اس دنیا میں انسان در حقیقت مقصود کائنات ہے' اور ان کے چاروں طرف سامان رزق کی بھرمار اور لطف و آسائش کی بہم سامانیاں حصول مقصود کے وسائل نہیں بذات خود مقصد نہیں ہیں' یہ زندگی چند روزہ ہے انسان کی اصل منزل آخرت ہے۔ جس اللہ نے انسان کو بنایا' انسان کے لئے دنیا اور دنیا کا ساز و سامان پیدا کیا اور اس چھوٹی سی زندگی کے لئے وہ گوناگوں وسائل و اسباب تخلیق فرمائے کہ جس کی دریافت انسان کو محو حیرت کئے دے رہی ہے اسی اللہ نے آخرت بھی بنائی ہے' دنیا عارضی زندگی ہے اور انسان کا اصل گھر آخرت ہے جس کا نام جنت ہے اور وہی دار القرار ہے یعنی عارضی نہیں' مستقل ہے مرنے کے بعد دوبارہ اسی طرح زندہ ہونا ہے جیسے ہم دنیا میں زندہ ہیں اور یہاں جو کچھ کیا ہے اس کا حساب کتاب دینا ہے' جان' مال' وقت تینوں چیزیں انسان کے پاس اللہ کی امانت ہیں قیامت کے روز ان تینوں کے بارے میں حساب کتاب ہوگا' فرمان نبوی ﷺ ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(قیامت کے روز ابن آدم کے قدم میدان سے ہٹ نہیں سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ نہیں لیا جائے گا۔ ایک اس کی عمر کے بارے میں کہ کیسے گنوائی ایک اس کی جوانی کے بارے میں کہ کس حال میں گذاری' ایک اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور ایک اس بارے میں کہ اسے خرچ کہاں کیا۔ اور ایک اس بارے میں کہ جتنا علم تھا اس کے مطابق عمل کی کیفیت کیا رہی)

(مشکوٰۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقت' مال اور جان یہ ایسی امانت ہے کہ اس کا حساب چکائے بغیر قیامت میں نجات ممکن نہیں اور جو اس حساب کتاب میں کامیاب رہا وہی خوش نصیب دار القرار کا وارث ہے جس سے کبھی جانا نہیں ہوگا جیسے کہ دنیا سے جانا پڑا تھا' دنیا دار الغرور تھا یعنی دھوکے کی جگہ اور آخرت دار القرار ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جگہ۔ اس کے برعکس جس نے دنیا میں' جان' مال' وقت کی امانت کو ضائع کردیا یعنی دنیا میں اس نے ہدایت خداوندی سے منہ موڑا اور جیسے جی میں آیا اور جو عقل نے سجھایا اور جو خواہش نے چاہا اس کے مطابق جان' مال' وقت کی امانت کو صرف کیا' دار الغرور کے دھوکے میں پھنس کر مقصد زندگی کو کھودیا امانت ضائع کردی' وہ خسارے میں رہا' عارضی زندگی پر متاع حیات لٹا بیٹھا' جہنم کی آگ میں اسے جلنا ہوگا ایسا شخص انتہائی بدبخت اور بدنصیب ہے۔

"قد افلح من زکاھا وقد خاب من دساھا" (الشمس ۹،۱۰)

(فلاح نصیب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اپنے نفس کو برائیوں میں آلودہ کیا)

یہ ایمان بالآخرت کا مفہوم ہے' اور تقدیر پر ایمان کے معنے یہ ہیں کہ انسانی تدبیر کی لگام تقدیر خداوندی کے ہاتھ میں ہے اس لئے یہ ضروری نہیں کہ انسانی تدبیر حسب پسند یا حسب آرزو انجام پذیر ہو' انسانی تدبیر یوسف' کی ہلاکت کے پروگرام پر بڑی کامیابی سے عمل پیرا ہوتی ہے تقدیر اسی پروگرام کے ساتھ ساتھ چلتی ہے اور یوسف کو ہلاکت کے بجائے تخت شاہی پر بٹھاتی ہے تدبیر بچاری حیرت انگیزیوں بے بس کھڑی پکارتی ہے: "ائنک لانت یوسف" (یوسف ۹۰)

(ارے ....کیا واقعی تو یوسف ہی ہے؟ !..) .....!...

اللہ تعالیٰ نے تقدیر کی غایت یوں بیان فرمائی ہے:

"ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا ان ذلک علی اللہ یسیر○ لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا علی" (الحدید ۲۳)

(کوئی مصیبت ایسی نہیں جو زمین پر نازل ہوتی ہو یا تمہاری اپنی ذات پر مگر وہ اس سے پہلے کہ ہم اسے عالم وجود میں لائیں کتاب میں لکھی ہوئی ہے اور یہ اللہ کے لئے آسان ہے اور یہ اس لئے ہے تاکہ تم غم نہ کھاؤ اس پر جو تم کھوچکے اور جو خوشحالی تمہیں عطا کر رکھی ہے اس پر اتراؤ نہیں)

(باقی آئندہ)

قسط نمبر۱

ذوالفقار احمد نقشبندی

اسلام اور ازدواجی زندگی

مختلف معاشروں میں عورت کی حیثیت

ازدواجی زندگی کے عنوان پر بات کرتے ہوئے اس پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کہ اسلام سے پہلے دنیا کی مختلف تہذیبوں اور مختلف معاشروں میں عورت کو کیا مقام حاصل تھا' تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اسلام سے پہلے فرانس میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ آدھا انسان ہے اس لئے معاشرے کی تمام خرابیوں کا ذریعہ بنتی ہے۔ چین میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ اس میں شیطانی روح ہوتی ہے لہٰذا یہ برائیوں کی طرف انسان کو دعوت دیتی ہے۔ جاپان میں عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ یہ ناپاک پیدا کی گئی ہے اس لئے عبادت گاہوں سے اس کو دور رکھا جاتا تھا اور عبادت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ انڈیا میں ہندو ازم میں جس عورت کا خاوند مرجاتا تھا اس کو معاشرے میں زندہ رہنے کے قابل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ اپنے خاوند کی نعش کے ساتھ زندہ جل کر اپنے آپ کو ختم کرلے' اگر وہ ستی نہ ہوتی تو اس کو معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ عیسائی دنیا میں عورت کو معرفت الٰہی کے راستے میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کو تعلیم دی جاتی تھی کہ کنواری (NUNS) رہ کر زندگی گزاریں جب کہ ہر مرد راہب بن کر رہنا اعزاز سمجھتے تھے۔ جزیرہ عرب میں بیٹی کا پیدا ہونا عار سمجھا جاتا تھا لہٰذا ماں باپ خود اپنے ہاتھوں سے بیٹی کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے۔ عورت کے حقوق اس قدر پامال کئے جاچکے تھے کہ اگر کوئی آدمی مرجاتا تھا تو جس طرح وراثت کی چیزیں اس کی اولاد کی ملکیت ہوجاتی تھیں اسی طرح اس کی بیویاں بھی اولاد کے نکاح میں آجاتی تھیں اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہوجاتا تو مکہ مکرمہ سے باہر ایک کال کوٹھڑی میں اس عورت کو دو سال کے لئے رکھا جاتا تھا۔ طہارت کے لئے پانی اور دوسری ضروریات زندگی بھی پوری نہ دی جاتی تھیں۔ اگر دو سال یہ جتن کاٹ کر بھی عورت جیتی رہتی تو اس کا منہ کالا کرکے اسے مکہ مکرمہ میں پھرایا جاتا تھا۔ اس کے بعد اسے گھر میں رہنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اب سوچئے تو سہی کہ خاوند تو مرا اپنی عمر کے حساب سے بھلا اس میں بیوی کا کیا قصور؟ مگر یہ مظلومہ بے بس تھی کہ اپنے حق میں کوئی آواز بھی نہیں اٹھاسکتی تھی ایسے ماحول میں جب کہ چاروں طرف عورت کے حقوق کو پامال کیا جارہا ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو اسلام کی نعمت دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے آکر عورت کے مقام کو نکھارا بتلایا کہ اے لوگو! اگر یہ تمہاری بیٹی ہے تو تمہاری عزت ہے اگر تمہاری بہن ہے تو تمہارا ناموس ہے اگر تمہاری بیوی ہے تو تمہاری زندگی کی ساتھی ہے اگر تمہاری ماں ہے تو اس کے قدموں میں تمہاری جنت ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام

وہ لوگ جو اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے کس قدر سخت دل ہوں گے دفن ہونے والی معصوم بچیوں کی چیخ و پکار ان کے کانوں میں پڑتی ہوگی مگر ان کا ضمیر ان کو نہیں جھنجوڑتا ہوگا۔ ان حالات میں نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کا اشارہ کرکے فرمایا جس آدمی کے گھر میں دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی پرورش کرے حتیٰ کہ ان کا نکاح کردے تو وہ آدمی جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔

ازدواجی زندگی کی اہمیت

نبی علیہ السلام نے عورت کی کھوئی ہوئی عزت کو واپس دلایا اور بتلایا (لا رھبانیۃ فی الاسلام) کہ! اسلام نے رہبانیت کا سبق نہیں دیا بلکہ دو ٹوک الفاظ میں واضح کیا کہ اگر عورت کے ساتھ تم ازدواجی زندگی گزاروگے تو یہ اللہ کی معرفت کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنے گی بلکہ تمہاری ممد و معاون بنے گی۔ اسلام نے یہ واضح کیا کہ راہب بن کر جنگلوں اور غاروں میں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو جو راستہ جاتا ہے وہ ان جنگلوں اور غاروں سے ہوکر نہیں جاتا' ان گلی کوچوں' بازاروں سے ہوکر جاتا ہے یعنی اسی معاشرے میں رہوگے اور جو حقوق تم پر عائد ہوتے ہیں انہیں پورا کروگے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوگی گویا اسلام نے معاشرتی زندگی کا سبق دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! النکاح من سنتی (نکاح میری سنت ہے) پھر فرمایا من رغب عن سنتی فلیس منی (جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے) آپ اندازہ لگاسکتے ہیں اس کی اہمیت

پر اس سے زیادہ کیا زور دیا جا سکتا تھا۔

انبیاء کرام علیہ السلام کی سنتیں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین یعنی انبیاء علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔

۱۔۔۔ الحیاء' حیاداری یعنی تمام انبیاء علیہم السلام باحیا ہوا کرتے تھے۔

۲۔۔۔ والتعطر یعنی تمام انبیاء علیہم السلام خوشبو کا استعمال کیا کرتے تھے۔

۳۔۔۔ والسواک' یعنی تمام انبیاء مسواک کیا کرتے تھے۔

۴۔۔۔ والنکاح' یعنی تمام انبیاء علیہم السلام ازدواجی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

تو یہ چار چیزیں سنت انبیاء علیہم السلام کہلاتی ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک و جعلنا لھم ازواجاً و ذریۃ

اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ سے پہلے کتنے ہی انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سب انبیائے کرام علیہم السلام دین کی دعوت کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد یا بیوی ان کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنا کرتی تھی۔ گویا اس بات کو ESTABLISH کر دیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے فرار معاشرتی حقوق کی ادائیگی سے فرار ہے۔

نکاح آدھا ایمان ہے

حدیث پاک میں ہے "النکاح نصف الایمان" نکاح تو آدھا ایمان ہے' ایک کنوارہ آدمی خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو جائے وہ ایمان کے کمال رتبے کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر ان حقوق و فرائض کو ادا نہ کرے جو شریعت نے مقرر کئے ہیں تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا اس لئے جس لڑکے کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث میں اس کو مسکین کہا گیا ہے جس لڑکی کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث میں اس کو مسکینہ کہا گیا ہے گویا یہ لوگ قابل رحم ہیں' عمر کے اس حصے میں بھی یہ ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔

پانچ وصیتیں

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے محبوب خاتم المرسلین ﷺ نے پانچ چیزوں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی:

۱۔۔۔ عجلوا بالصلوۃ قبل الفوت تم نماز کے فوت ہونے سے پہلے اسے ادا کرلو۔

۲۔۔۔ عجلوا بالتوبہ قبل الموت موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو۔

۳۔۔۔ جب کوئی آدمی مر جائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔

۴۔۔۔ تمہارے سر پر قرض ہو تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

۵۔۔۔ جب بچی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔

خوش قسمت انسان

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کسی کو اچھا جیون ساتھی مل جائے تو وہ یقیناً" خوش قسمت انسان ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک عجیب بات فرمایا کرتے تھے کہ جس انسان کو پانچ چیزیں مل جائیں وہ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھے۔

۱۔۔۔ شکر کرنے والی زبان یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ آج تو اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے دانت تو گھس جاتے ہیں مگر اس کا شکر ادا کرتے کرتے زبان نہیں گھستی۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کھائے اس کے گیت گائے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔

۲۔۔۔ ذکر کرنے والا دل یعنی جس دل میں اللہ کی یاد رہتی ہو وہ نعمت عظمیٰ ہے۔

۳۔۔۔ مشقت اٹھانے والا بدن

۴۔۔۔ وطن کی روزی یہ بھی بڑی نعمت ہے مثل مشہور ہے وطن کی آدھی پردیس کی ساری پھر بھی برابر نہیں ہوتی۔

۵۔۔۔ نیک بیوی' یعنی ہمدم و ہمساز نیک ہو تو زندگی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو یہ پانچوں نعمتیں نصیب ہوں وہ یوں سمجھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کر دی ہیں۔

اہمیت نکاح

یہ سو فی صد کی بات ہے کہ جہاں نکاح نہیں ہو گا وہاں زنا ہو گا اس لئے شریعت نے نکاح کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آج جس معاشرے میں نکاح سے فرار اختیار کرتے ہیں اور نکاح کرنے سے Aviod کرتے ہیں' آپ دیکھیے وہاں انہوں نے گناہوں کے دروازے اپنے اوپر کھول رکھے ہیں۔ شرع شریف نے اس کو ناپسند کیا کہ انسان گناہوں بھری زندگی گزارے' اس لئے کہا گیا کہ تم نکاح کرو تاکہ تمہیں اپنے آپ کو پاک باز رکھنا آسان ہو جائے اگر نکاح کا حکم نہ دیا جاتا تو مرد عورت سے کھیلنا اپنی عادت بنا لیتے۔ عورت اپنے لئے کوئی مقام نہ رکھتی اس کی ذمہ داری اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا۔ شریعت نے کہا اگر تم چاہتے ہو کہ اکٹھے رہو تو تمہیں اس کی ذمہ داریاں بھی اٹھانی پڑیں گی۔

اہمیت حق مہر

نکاح ایک معاہدہ ہے جو میاں اور بیوی میں طے پاتا ہے۔ اس معاہدے میں اگر کوئی عورت اپنی طرف سے شرائط رکھنا چاہے تو شرع شریف نے اس کی گنجائش دی ہے وہ رکھ سکتی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہے کہ مجھے اچھے مکان کی ضرورت ہے مجھے مہینے کے اتنے خرچ کی ضرورت ہے وہ کہے کہ میں تب نکاح کروں گی اگر طلاق کا حق مجھے دیا جائے تو

شریعت نے اس حد تک اس کو اجازت دی ہے وہ نکاح سے پہلے شرائط منوا سکتی ہے لیکن جب نکاح ہو گیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہے اور مرد اپنی مرضی سے خرچہ دے گا تو اللہ کی بندی اب رونے کا کیا فائدہ۔ شرع شریف نے نکاح کو ایک معاہدہ کہا جب کہ ہمیں اس کی اہمیت کا پتہ ہی نہیں ہوتا آج کل لڑکی والے اپنی سادگی میں مارے جاتے ہیں حق مہر لکھنے کا وقت آیا تو کسی نے کہا پانچ سو روپے کسی نے پچاس کافی ہیں او خدا کے بندو! پچاس کافی نہیں کیونکہ یہ ایک بچی کی زندگی کا معاملہ ہے' اسے عیب نہ سمجھو' اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی بات نکاح سے پہلے طے کر لینا بہتر ہے تو شریعت نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے۔ لڑکے والوں کی تو یہی چاہت ہوتی ہے کہ لڑکی والے حق مہر نہ ہی لکھوائیں تو بہتر ہے کیوں؟ ذمہ داری جو ہوتی ہے! سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ حق مہر کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی ایک سنت پر عمل کر لینا چاہئے۔

۱' مہر فاطمی: یعنی سیدہ فاطمہ الزہرہؓ یا سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو جو نبی علیہ السلام نے ادا فرمایا اس مہر کو اگر باندھ لیا جائے تو یہ بھی سنت ہے۔

۲' مہر مثل: لڑکی کے قریبی رشتہ داروں میں عام طور پر لڑکیوں کا جو مہر رکھا جائے اس کو مہر مثل کہا جاتا ہے۔ ان کے برابر اس کا بھی مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔

۳' لڑکی کی لیاقت و دانشمندی نیکی اور شرافت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے نکاح کا مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔ شریعت نے آپشنز (OPTIONS) دی ہیں۔ اب مرد کو چاہئے کہ وہ اپنے لئے بہتر آپشن (OPTION) ڈھونڈے۔

نکاح کے وقت حق مہر مقرر کرتے ہوئے دو باتیں کرتے ہیں کہ مہر معجل ہو گا یا موجل ہو گا۔ عجلت کا لفظ آپ نے پڑھا ہو گا۔ عجلت کا مطلب ہے جلدی' تو (ع) سے معجل کا مطلب ہے جلدی ادا کرنا گویا میاں بیوی کے اکٹھے ہونے سے پہلے معجل ادا کرنا ضروری ہے' خاوند نہیں ادا کرے گا تو گناہ کرے گا۔ مہر کی دوسری قسم موجل ہے اس کا مطلب ہے عند الطلب یعنی جب بیوی اس کو طلب کرے' وہ خاوند سے لے سکتی ہے۔ خاوند کو زیب نہیں دیتا کہ حق مہر معاف کروانے کے لئے بیوی پر دباؤ ڈالے۔ ہاں اگر کوئی بیوی حق مہر کی رقم واپس لوٹائے تو قرآن کی رو سے اس رقم میں برکت ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ ایسی رقم سے شہد خریدتے اور پانی میں ملا کر مریضوں کو پلاتے تو شفا ہوتی تھی۔

نکاح کی تشہیر

شریعت نے نکاح کی تشہیر کرنے کا حکم دیا ہے افشوا النکاح بینکم نکاح کی تشہیر کرو' چھپ کر نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ سنت یہ ہے کہ جمعہ کا دن ہو' جمعہ کے مجمع میں نکاح کرے یا کوئی اور بڑی GATHERING ہو اس وقت نکاح کرے۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو بلائیں تاکہ سب کے علم میں آجائے کہ آج کے بعد یہ لڑکا اور لڑکی اپنے لئے نئے گھر کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

شادی شدہ کے لئے اجر زیادہ

جب انسان شادی شدہ بن جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔ سبحان اللہ ایک نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اکیس نمازوں کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ یہ انسان حقوق اللہ تو پہلے بھی ادا کر رہا تھا۔ اب حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے حقوق اللہ پورے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا ثواب بڑھا دیں گے' تو نکاح کے بعد عبادات کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے سبحان اللہ! جب نکاح کیا جاتا ہے لڑکے والے لڑکی میں کچھ صفات دیکھتے ہیں اور لڑکی والے لڑکے کے اندر کچھ صفات دیکھتے ہیں آیئے ذرا ان کا جائزہ لیں۔

اچھی بیوی کون ہے؟

حدیث پاک میں آتا ہے امام بخاریؒ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کرتے ہیں' تنکح المراۃ لاربع۔ عورت سے چار وجوہات سے نکاح کیا جاتا ہے۔

لمالہا ولحسبہا ولجمالہا و لدینہا
فاظفر بذات الدین تربت یداک

اول مال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے کہ کوئی مالدار گھرانہ ہو تو لوگ نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں کہ چلو کاروبار ہی کروا دیں گے جہیز میں کوئی گھر لے دیں گے اور کار تو کہیں گئی ہی نہیں' تو فرمایا لمالہا' اس کے مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرتے ہیں یا حسن و جمال کو دیکھتے ہیں یا حسب و نسب کو دیکھا جاتا ہے' تیسری وجہ فرمائی ولدینہا اس کی نیکی اور دینداری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے لئے دین کی بنیاد پر رشتوں کو تلاش کرو۔

جب بنیاد ہی کمزور ہو گی تو زندگی کیسے نبھے گی' جس نے فقط خوبصورتی کو دیکھا تو بتایئے شکل کی خوبصورتی کتنے دن رہتی ہے۔ یہ چند سال کی بات ہوتی ہے جوانی ہمیشہ تو نہیں رہتی جس کی بنیاد ہی کمزور ہو گی اس پر بننے والا گھر بھی کمزور ہو گا۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

نیکی اور شرافت ایسی چیز ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے تو اس بنیاد پر جو گھر بنے گا وہ ہمیشہ بلندیوں میں اٹھتا چلا جائے گا تو نیکی اور دینداری کی بنیاد پر بیویوں کو تلاش کرو اور اس لئے کہ خوبصورت عورت کا خاوند جب اسے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور نیک سیرت عورت کا خاوند جب اسے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوش ہوا کرتا ہے تو آنکھوں کو خوش کرنے کی بجائے اپنے دلوں کو خوش کیا کرو۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے:

الدنیا متاع و خیر متاعہا المراۃ الصالحۃ

دنیا ایک متاع ہے اور اس دنیا کی سب سے قیمتی متاع نیک بیوی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ جسے نیک بیوی

عطا کرے وہ سمجھے مجھے دنیا کی بہت بڑی نعمت مل گئی بلکہ انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ جب نیت میں مال ہوگا تو آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ نیت میں فقط حسن ہوگا۔ آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے صرف حسب و نسب کی وجہ سے نکاح ہوگا جھگڑے کھڑے ہوں گے تو شریعت نے اس بات کی تعلیم دی کہ نکاح کا مقصد یہ ہو کہ میں پاکبازی کی زندگی گزار سکوں۔ جب مقصد یہ ہوگا تو اس مقصد کی وجہ سے گھر آباد ہو جائیں گے ابن ماجہ کی روایت ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد انسان جس چیز سے سب زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے خیر لہ من زوجہ صالحہ وہ کوئی چیز نہیں مگر نیک بیوی' اب بیویوں کی صفات بتائی گئیں کہ بیوی ایسی ہونی چاہیے۔ ان امرھا اطاعتہ کہ اگر اسے کسی بات کا حکم دیا جائے تو اس کی اطاعت کرے وان نظر الیھا سرتہ جب اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا جائے تو اس سے دل خوش ہونا چاہیے وان اقسم علیھا ابرتہ اور اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ وہ اس کے لئے قسم کھائے کہ بیوی اس کو پورا کرے گی تو اس کو پورا کردے۔ وان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا ومالہ اور اگر وہ بیوی سے کچھ وقت کے لئے دور چلا جائے تو بیوی اس کے مال اور اپنی عزت و آبرو کے معاملے میں خیانت نہ کرے۔ یہ نیک بیوی کی صفات بتائی گئیں۔

دنیا کی بہترین عورت

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں ایک بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہتر عورت کون سی ہے کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی۔ خیر بات چیت ہوتی رہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے آپ نے یہ تذکرہ وہاں بھی کردیا حضرت فاطمہ الزہرہؓ کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کون سی ہے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ حضرت فاطمہ الزہرہؓ نے فرمایا کہ میں بتلاؤں کہ دنیا کی سب سے بہتر عورت کون سی ہے فرمایا ہاں بتایئے۔ فرمایا کہ دنیا کی سب سے بہتر عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔ حضرت علیؓ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی یہ پہچان بتائی جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے نہ کوئی غیر محرم اسے دیکھ سکے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فاطمہ بضعتہ منی (فاطمہؓ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے)

اچھی بیوی کی صفات

چہرے پر حیا ہو۔ یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس عورت کے چہرے پر حیا ہو اس کا دل بھی حیا سے لبریز ہوگا مثل مشہور ہے کہ چہرہ انسان کے دل کا آئینہ ہوتا ہے Face is the inde of mind حضرت ابو بکرؓ صدیق کا قول ہے کہ مردوں میں بھی حیا بہتر ہے۔ دوسری صفت فرمائی جس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جو بولے تو کانوں میں رس گھولے' یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کٹی سناتی رہے یا بچوں کو بات بات پر جھڑکتی رہے۔ تیسری صفت یہ کہ اس کے دل میں نیکی ہو' چوتھی صفت یہ کہ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔ یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں یقیناً" وہ بہترین بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتی ہے۔

اچھے خاوند کی صفات

آیئے اب کتاب و سنت کی روشنی میں خاوند کی صفات کا جائزہ لیں۔

ایک بات ذہن میں رکھئے کہ اگر اپنی بیٹی کے لئے کوئی آدمی رشتہ ڈھونڈے تو اس کے لئے دو مثالیں کافی ہیں جو ہمیں رسول پاک ﷺ نے پیش کی تھیں۔ دیکھئے نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی کے لئے کیسے داماد کو پسند کیا۔ ایک مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جو رشتہ میں قریبی تھے جرات اور شجاعت میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا۔ اللہ نے ان کو شیر کا دل عطا کیا تھا۔ مشقت اٹھانے والا بدن تھا۔

ذمہ داریاں نبھانے والے انسان تھے سب سے بڑی بات اللہ تعالیٰ نے علم اتنا عطا کیا کہ علوم کے بحر ناپید کنار تھے تو معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اس سے بہتر مثال اور کوئی نہیں مل سکتی۔ دوسری مثال حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی ہے اچھا کاروبار تھا معاشرے میں عزت کا مقام تھا۔ اسلام لانے سے پہلے بھی معاشرے کے معزز انسانوں میں سمجھے جاتے تھے۔ طبیعت میں نرمی تھی۔ اس قدر باحیا تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا عثمان غنی سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اللہ کے نبی ﷺ نے ہمارے سامنے مثالیں پیش کردیں۔ اس سے بہتر مثالیں ہمیں دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتیں۔ خاوند کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں تحمل مزاجی ہو کیوں؟ کیونکہ وہ گھر کا سربراہ ہوتا ہے جس ادارے کا سربراہ ہی بات بات پر بگڑ جائے وہ ادارہ تو بیک رپٹ ضرور ہوگا اس کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ اس لئے ارشاد فرمایا گیا وللرجال علیھن درجنہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ عطا فرمایا ان کو گھر کا سربراہ بنایا۔ مرد کی مثال بادشاہ کی مانند ہے اور عورت کی مثال ملکہ کی مانند لہٰذا مرد میں تحمل مزاجی اور بردباری کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب تحمل اور بردباری نہیں ہوتی تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ٹوک جھونک ہوتی ہے۔ معمولی باتیں جیسے یہ برتن ایسے رکھنا تھا ایسے کیوں ہے؟ کھانے میں نمک کیوں کم ہے؟ یہ روٹی ٹھنڈی کیوں آئی گرم آنی چاہیے تھی؟ یہ فلاں کام

ایسے کیوں ہوا؟ بیوی بچاری گھر کے کام کاج کر کے تھکی پڑی ہو تو کبھی تعریف کے کلمے زبان سے نہ نکلیں گے مگر تنقید کی بات جہاں ہاتھ آگئی تنقید کا ہونا تو بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ وہ مرد جن میں تحمل نہیں ہوتا ان کی ازدواجی زندگی کی گاڑی راستے میں کہیں نہ کہیں کھڑی ہو جاتی ہے کسی نکمی سی بات پہ میاں بیوی میں سردی گرمی ہوئی تو میاں نے فوراً" طلاق طلاق طلاق کے گولے داغ دیئے۔ پچھلے سال کی بات ہے کہ غالباً سویڈن میں تھا وہاں ایک فیملی میں طلاق ہوئی اور پتہ ہے وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ خاوند کچن کے سنک میں آکر برش کیا کرتا تھا۔ بیوی اس کو منع کرتی تھی کہ باتھ روم کا سنک ہے تو وہاں برش کیا کریں اس نے کہا نہیں میں تو یہاں ہی کروں گا۔ لو اس بات پر میاں بیوی میں طلاق ہو گئی۔ جس نے سنا حیران ہوا۔ بہت جگ ہنسائی ہوئی کاش کہ دونوں عقل سے کام لیتے۔

پار اترنے کے لئے تو خیر بالکل چاہئے
بیچ دریا ڈوبنا ہو تو بھی اک پل چاہئے

تحمل اور بردباری نہ ہو تو انسان کی زندگی کبھی بھی کامیاب نہیں گزر سکتی تو اس بات کو بنیادی صفت بنا کر پیش کیا گیا جب گھر کے سب لوگ اکٹھے رہتے ہیں تو ان میں آپس میں جھگڑے ہو سکتے ہیں کبھی بیٹا' بیٹی' ماں کی نافرمانی کر سکتے ہیں کبھی ماں بچوں پر MAD ہو سکتی ہے تو مسائل پیدا ہوں گے ان مسائل کو وہی حل کر سکتا ہے جو اپنے اندر تحمل مزاجی رکھنے والا ہو۔

مرد کی دوسری بڑی صفت یہ ہے کہ وہ گھر کی ذمہ داریوں کو نبھانے میں نکھٹو اور کام چور نہیں ہونا چاہئے۔ دیکھئے ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور مثال کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ وقت کے نبی ہیں اور گھر کے کام کاج کرتے ہیں حضرت موسیٰؑ وقت کے نبی ہیں سفر میں چل رہے ہیں بیوی دردزہ کا شکار ہوئی تو فرمایا بیٹھو میں ابھی جاتا ہوں آگ ڈھونڈنے کے لئے وقال لاھلہ امکثوا انی انست نارا۔ میں تمہارے لئے کہیں نہ کہیں سے آگ ڈھونڈ لاؤں تاکہ تمہیں آرام ملے۔ اب دیکھئے کہ وقت کے نبی علیہ السلام اور بیوی کی آسانی کے لئے آگ کے انگارے ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی عبارت بتائی گئی جس میں اللہ کے نبی علیہ السلام مصروف ہیں اس لئے گھر کا کوئی کام ایسا ہو جو مرد کو کرنا پڑ جائے تو فرار اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

جس طرح چھوٹے چھوٹے پتھر مل کر پہاڑ بن جاتے ہیں اسی طرح چھوٹے چھوٹے مسائل اکٹھے ہو کر اختلافات کے پہاڑ بن جاتے ہیں۔ دو دلوں کے درمیان دیوار کھڑی ہو جاتی ہے۔ نتیجہ گھر کی تباہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ بعض مرتبہ تو پینتیس پینتیس سال کی ازدواجی زندگی طلاق کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔ اگر مرد چاہتے ہیں کہ بیوی ہماری خدمت گزار بن کر رہے تو مرد کو بھی بیوی کی ضروریات پوری کرنا ہوں گی۔ یہ مساوات تب ہی بیلنس رہ سکتی ہے کہ مرد اپنی ذمہ داریوں کو نبھائے۔ شریعت نے دونوں کے درمیان ایک میزان قرار دے دیا۔ میاں کے ذمے کہ وہ عورت کے حقوق ادا کرے۔ اس طرح دونوں پرسکون زندگی گزار سکیں گے۔ یہی ازدواجی زندگی کا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ومن اٰیتہ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا" کہ اس نے تمہارے لئے بیویاں بنائیں لتسکنوا الیھا تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ہم نے تمہارے درمیان جو مودت اور رحمت پیدا کر دی۔ ان فی ذالک لاٰیات لقوم یتفکرون سوچنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔ اب قرآن کی رو سے یہ ثابت ہوا کہ ازدواجی زندگی کا اصل مقصود پیار و محبت سے رہنا اور پرسکون زندگی گزارنا ہے۔ سوچئے جب ہم خود ہی سکون کے پرخچے اڑانے والے بن جائیں گے تو پھر ہم اس مقصد کو کیسے حاصل کریں گے۔

اچھی اور کامیاب زندگی وہی ہے جس میں خاوند کو بھی سکون ہو اور بیوی کو بھی سکون ہو اگر دونوں میں سے کسی ایک کو بھی سکون نصیب نہیں ہوا تو اس' مطلب یہ ہے کہ کامیاب زندگی نہیں اور آج تو اللہ کی شان ایسا معاملہ بن گیا کہ شاید ہی کوئی بیوی ایسی ہو جو دن میں ایک بار اپنے خاوند کو نہ کوسے۔ یہ سب ہماری بے علمی اور بے عملی کا نتیجہ ہے۔ ہم اصلی مقصد کو بھول گئے ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑے کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی پرابلمز کو بہت بڑے بڑے ایشوز بنالیا کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے ہمیں ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

○

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

شاپ نمبر ایف ۔ ۹۱ ۔ صرافہ

میٹھادر کراچی فون۔ ۲۳۵۵۴۳، ۔

مولانا محمد نذر عثمانی
مبلغ ختم نبوت حیدر آباد

عسکری زندگی کے اصول

❑ جہاد عسکری زندگی کا اصل الاصول ہے اور جہاد کا اصل الاصول فتنہ و فساد کا استحصال اور امن سلامتی کا قیام ہے۔

❑ ایمان اور جہاد سلسلہ اسلام کی دو مربوط و لا ینفک کڑیاں ہیں دوسرے لفظوں میں ایمان و جہاد یا اسلام و جہاد لازم و ملزوم ہیں۔

❑ جہاد فی سبیل اللہ ہونا چاہئے اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاد اللہ کے حوالے سے اور اس کے احکام کے مطابق اس کے مظلوم بندوں کی مدد داد رسی نیز ملک و ملت اور دین حق کے تحفظ و دفاع کی خاطر کرنا چاہئے اس میں ذاتی مفاد یا غرض نہیں ہونی چاہئے۔ جہاد کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ جہاد بالسیف یا مسلح جنگ' ۲۔ جہاد باللسان'
۳۔ جہاد بالقلم' ۴۔ جہاد بالمال

❑ ظالم و جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد کرنا ہے۔

❑ جب تک دنیا میں ظلم و استحصال شرک و بت پرستی فتنہ و فساد کا امکان موجود ہے جہاد ناگزیر ہے لہٰذا جہاد کی تیاری حکومت اور رعایا کا اہم ترین فریضہ ہے۔

❑ جہاد میں حصہ لینے کے قابل ہونے کے باوجود حصہ لینے سے گریز کرنا۔ یا جان کے خوف سے میدان جنگ سے فرار ہوجانا ایک سنگین نوعیت کا فوجی جرم یا گناہ کبیرہ ہے۔

❑ اطاعت امیر ہر حال میں مجاہد پر فرض ہے۔

❑ جنگ میں صرف دشمن قوم یا فریق کے مسلح و متحارب سپاہیوں کے قتل کی اجازت ہے۔ شہری آبادی کا قتل جائز نہیں۔

❑ متحارب قوم یا فریق جنگ بندی یا صلح و آشتی کی درخواست کرے تو اسے قبول کرلینا چاہئے۔

❑ جنگی عسکری اور سیاسی معاہدوں کی پابندی لازمی ہے لیکن دوسرا فریق معاہدے کی خلاف ورزی کرے تو اس کی تنسیخ ہوجاتی ہے۔

❑ جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کرنا چاہئے اور جنگ کے بعد جب امن قائم ہوجائے تو انہیں رہا کردینا ضروری ہے۔

❑ ملک و ملت دین اور اسلام کی تحریک کو خارجی اور داخلی دشمنوں سے محفوظ رکھنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔

❑ باہمی نزاع اور خانہ جنگی سے ہوا اکھڑ جاتی ہے لہٰذا مسلمانوں کے متحارب گروہوں میں صلح و آشتی کرانا ملت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ' حج کیا کرو یہ بھلا عمل ہے اللہ پاک نے اس کا حکم دیا ہے اور جہاد اس سے بھی افضل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ تین باتیں نہ ہوتیں کہ اللہ کے راستہ میں سفر کرنا' اپنی پیشانی کو اللہ کے لئے سجدہ میں ٹیکنا اور ایسی قوم کے پاس بیٹھنا جو عمدہ باتیں چنتی ہے جیسے کہ اچھی کھجوریں چنی جاتی ہیں یعنی درس حدیث کے حلقے۔ تو مجھے اللہ سے مل جانا یعنی مرجانا زیادہ محبوب تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھوٹا سمجھا۔ جہاد میں لے جانے کے لئے قبول نہیں کیا۔ مرے اوپر کبھی بھی ایسی سخت رات نہیں گزری تھی۔ رنج کی وجہ سے ساری رات نیند نہیں آئی اور میں روتا رہا۔ اس لئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد میں لے چلنے کے لئے منظور نہیں کیا۔ پھر جب اگلا سال آیا تو میں پھر جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمالیا۔ میں نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا

ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا اے امیرالمومنین! مجھ کو سواری دیجئے مرا ارادہ جہاد کا ہے۔ آپ نے ایک آدمی سے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اور اس کو بیت المال میں داخل کردے۔ جو کچھ چاہئے یہ لے لے۔ چنانچہ یہ داخل ہوا اس میں سونا' چاندی تھا۔ اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے تو توشہ اور سواری چاہئے۔ لوگ پھر اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی خبر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اس کے لئے توشہ اور سواری کا حکم دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود اس کے لئے اپنے ہاتھ سے کجاوہ کسا۔ جب وہ آدمی سوار ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور اللہ پاک کی حمد و ثناء اس بات پر ادا کی جو کیا تھا اور جو دیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیدل اس کے پیچھے چل رہے تھے اور تمنا کررہے تھے کہ یہ آدمی ان کو دعا دے۔ جب آپ پہنچاکر واپس ہوئے تو اس آدمی نے کہا اے مرے اللہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے۔

ارطاۃ بن منذر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے

دریافت فرمایا کہ لوگوں میں سے کس آدمی کا اجر ثواب زیادہ ہے؟ لوگوں نے آپ سے نماز' روزہ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ امیرالمومنین اور ان کے بعد فلاں اور فلاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ ان لوگوں سے جن کا تم نے ذکر کیا ہے کون شخص اجروثواب میں سب سے زیادہ بڑا ہے؟ اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے بھی (بڑا ہے) لوگوں نے کہا ضرور فرمایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وہ ایک چھوٹا سا آدمی جو ملک شام میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت کررہا ہے اسے کچھ خبر نہیں کہ آیا درندہ اسے پھاڑ ڈالے گا یا کوئی کیڑہ مکوڑہ اسے ڈس لے گا یا دشمن اس پر چھاپہ مار دے گا۔ یہ شخص اجروثواب میں ان لوگوں سے جن کا تم نے تذکرہ کیا اور امیرالمومنین رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ ہے۔

ابو سعد بن فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور سہیل رضی اللہ عنہ بن عمر ملک شام جہاد کے لئے ایک ساتھ چلے۔ میں نے ان سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے اللہ کے راستے میں اپنی عمر بھر میں سے تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرنا بہتر ہے اس کے عمل سے جو اس نے مدت العمر اپنے گھر رہ کر کئے ہیں۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مرتے دم تک برابر جہاد کروں گا اور اب مکہ لوٹ کر نہ آؤں گا چنانچہ یہ ہمیشہ ملک شام میں رہے اور طاعون عمواس میں انتقال کرگئے۔

ابو نوفل فرماتے ہیں کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے۔ اہل مکہ کو ان کی روانگی سے انتہائی قلق تھا۔ کوئی روٹی کھانے والا مکہ میں ایسا نہ بچا جو انہیں پہچانے نہ نکلا ہو جب یہ مکہ سے چل کر بطحا یا کسی اور مقام میں جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا کھڑے ہوئے۔ لوگ بھی ان کے اردگرد کھڑے رو رہے تھے۔ جب انہوں نے لوگوں میں یہ گھبراہٹ دیکھی تو کہا اے لوگو! خدا کی قسم میں تم لوگوں سے ناراض ہو کر نہیں جارہا ہوں اور نہ یہ کہ کر ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرا شہر اختیار کررہا ہوں لیکن یہ امر (جہاد فی سبیل اللہ) ایسا ہے کہ جس کے لئے قریش کے کچھ لوگ نکلے تھے جو نہ خاندانی تھے نہ دولت مند تھے۔ وہ اس جہاد کی بدولت ہم سے آگے بڑھ گئے خدا کی قسم اگر مکہ کے پہاڑ سونے کے ہوجائیں اور ہم ان کو اللہ کے راستے میں خرچ کردیں تب بھی ہم ان کے ایک دن کے ثواب کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ خدا کی قسم اگر ہم لوگ دنیا میں اس فضیلت کو گم کرچکے ہیں تو ہماری یہ طلب و آرزو ہے کہ آخرت میں تو ان کے شریک ہوجائیں۔ اللہ کے نزدیک زیادہ متقی وہ آدمی ہے جس نے اس کام کو کیا۔ یہ کہہ کر وہ ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے اور اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی لے گئے اور وہیں جاکر شہید ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

حضرت زیاد رضی اللہ عنہ جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت فرمایا کہ سطح زمین پر اس رات سے زیادہ محبوب کوئی اور رات مرے لئے نہیں گذری کہ سردی انتہائی سخت اور پانی کو جمادینے والی پڑ رہی تھی۔ میں بھی مہاجرین کی ایک جماعت میں تھا کہ اس کی صبح کو دشمنوں سے مڈبھیڑ ہونے والی تھی۔ لہٰذا تم لوگ جہاد کو لازم پکڑلو۔ قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رات کہ میرے گھر نئی دلہن آئی ہو اور اس سے مجھے الفت بھی ہو اور لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت بھی اس رات میں دی گئی ہو میرے نزدیک اتنی محبوب نہیں جتنا کہ وہ رات ہے جس میں ایسی سخت سردی پڑ رہی ہو جو پانی کو جمادینے والی ہو اور میں مہاجرین کے ہمراہ ہوں اور صبح ہی دشمن پر حملہ ہونے والا ہو۔

متحارب قوم صلح کی درخواست کرے تو اسے قبول کرلینا چاہئے

ابو وائل فرماتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وفات کے قریب فرمایا کہ میں نے جہاد میں شہید ہونے کی تمنا کی تھی مگر میرے مقدر میں نہ تھا اور میں اب اپنے بستر پر مررہا ہوں اور میرے پاس لا الہ الا اللہ کے بعد کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس سے میں امید رکھوں مگر ایک رات ہے جو میں نے سر پر ڈھال لئے ہوئے گذار دی اور ابر میرے اوپر لگاتار صبح تک برستا رہا۔ صبح ہم نے کفار پر حملہ کردیا۔ اس کے بعد فرمایا جب میں مرجاؤں تو میرے سارے ہتھیار اور میرا گھوڑا ذرا خیال کرکے جمع کرلینا اور اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے دے دینا۔

ابو ایوب اور مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ ہم ہر حالت میں جہاد کے لئے سفر کریں۔ ان دونوں حضرات کی مراد آیت ہے جس کا۔ ترجمہ یہ ہے "جہاد کے لئے نکلو خواہ تم تنگی میں ہو یا آسانی میں"

ابی راشد جرانیؒ فرماتے ہیں کہ مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود سے جو رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ہیں لاپہ موضع حمص میں ایک صراف کے صندوق پر بیٹھے ہوئے تھے ان کی ہڈی ہڈی دکھائی دے رہی تھیں اور جہاد کا ارادہ کررہے تھے میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کو معذور رکھا ہے فرمایا کہ ہمارے پاس جہاد کی آیت آچکی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "جہاد کے لئے چلو ہلکے ہو یا بھاری"

مولانا محمد اشرف کھوکھر

قسط نمبر۲

رواداری اور دینی غیرت

"رواداری یا منافقت" : عموماً لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دس مختلف خیالات رکھنے والے آدمیوں کے مختلف اور متضاد خیالات کو درست قرار دینا رواداری ہے حالانکہ یہ دراصل رواداری نہیں عین منافقت ہے۔ ہم خود ایک عقیدہ رکھنے کے باوجود محض دوسروں کو خوش کرنے کے لئے ان کے مختلف عقائد کی تصدیق کریں اور خود ایک دستور العمل کے پیرو ہوتے ہوئے دوسرے مختلف دستوروں کا اتباع کرنے والوں سے کہیں کہ آپ سب حضرات برحق ہیں تو اس منافقانہ اظہار رائے کو کسی طرح رواداری سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔" (تفہیمات از مولانا مودودی حصہ اول ص ۱۱۳-۱۱۵)

"کسی قوم یا ملت کا اپنے شخصی قوانین کی پیروی کا دائرہ" : اگر کسی سلطنت میں کوئی قوم یا ملت اپنے شخصی قانون کی پیروی پر مصر ہو تو اسے اس کی پوری آزادی ہونی چاہئے' اگرچہ دوسرے حقوق کی طرح اس حق کا استعمال بھی چند حدود کے اندر محصور ہوگا اگر یہ بنیادی اخلاق اقدار کے خلاف ہو یا معاشرے کے امن اور ملک کے دفاع میں خلل انداز ہو تو اس پر عمل کرنے کی کلی ممانعت ہوگی' خواہ وہ کسی ملت یا قوم کے مذہب میں ہی کیوں نہ ہو' مثلاً" ایک اسلامی مملکت میں کسی بیوہ کو اپنے خاوند کی چتا پر جلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی خواہ کسی ملت کے نزدیک یہ عمل کتنا ہی پسندیدہ کیوں نہ ہو۔ اس طرح ہر حالت میں بلا تفریق مذہب و ملت' ربا' جوا اور زنا مکمل طور پر حرام ہوں گے۔ اس قسم کے حدود اور پابندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف ملتوں اور قوموں کو اپنے عقائد و اعمال کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل آزادی ہو۔" (مقالہ خلیفہ عبدالحکیم' مندرجہ "نقوش" رسول نمبر ج ۳ ص ۲۶۶-۲۶۷)

رواداری قرآن مجید کی روشنی میں :
قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ "لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی" (البقرہ ۲۵۶) ترجمہ: دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے (ہدایت صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے)

کرنل شیخ عبدالرؤف (The Vision) صفحہ ۲۲۲ پر اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

No Compulsion Over Non Muslims
In Religious Matters
There is no compulsion in religion.
The right direction is henceforth
distinct from essor.....(II:256)

"جہاں تک اسلام قبول کرنے کا مسئلہ ہے تو اس پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ کسی پر بھی جبر و اکراہ کا معاملہ نہیں کیا جائے گا یعنی کسی کے گلے پر تلوار رکھ کر کلمہ پڑھنے کی تلقین نہیں کی جائے گی اور یہی مفہوم ہے اس آیت کا۔"

غیر مسلموں کے بارے میں اسلام کی رواداری(: فضائل جہاد جلد اول ص ۲۲۲ از مولانا محمد مسعود اظہر) "کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو صحیفے' ابراہیم' اسمٰعیل' اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اترے اور جو کتابیں موسیٰ' اور عیسیٰ' اور دوسرے انبیاء کو پروردگار کی طرف ملیں سب پر ایمان لائے' ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد کے) فرمانبردار ہیں۔" (آل عمران ۸۴)

لیفٹیننٹ کرنل شیخ عبدالرؤف اپنی تصنیف لطیف میں یوں رقم طراز ہیں:

Tolerance Towards Non-Muslims
In Al-Islam
Say: We beleieve in Allah and
What is revealed to us, in that
Which was revealed to Abrahim and
Ismail, Isa and Yaqub and the
tribes, and in that which their
Lord gave Musa and Isa and the
prophets. We discriminate against
none of them. To him we have sursen-
dered ourselves (III:84)Z.

"معبودان باطل اور رواداری" : یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں' کو برا نہ کہو کیونکہ اس کے جواب میں نادانی کے ساتھ ناحق یہ خدا کو گالیاں دیں گے۔ ہم نے تو اسی طرح ہر قوم کے لئے اس کے اپنے عمل کو خوشنما بنادیا ہے' پھر ان سب کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے' وہاں ان کا پروردگار انہیں بتادے گا کہ انہوں نے کیسے عمل کئے۔" (سورہ انعام ۱۰۹)

اس آیت سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ آیت حق کی تبلیغ اور باطل کی تردید و تکذیب کرنے میں ممانعت کا درجہ رکھتی ہے۔ خاتم الانبیاء' محبوب

کبریا" کا مبارک عمل خود اس امر کا شاہد ہے کہ باطل کے ساتھ کسی بھی درجہ میں Comprmise نہیں ہوسکتا۔ ارشاد نبوی ﷺ کا مفہوم ہے۔

<ByGod,hesaid,Ifyouplace thesunonmyrighthadandthe moonmylifthand,Iwouldnot obdndonmyfaith.>(EnglishText Book9PageNo,3)

"اگر لوگ میرے دائیں ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب بھی لاکے رکھ دیں تو میں (تبلیغ توحید) سے باز نہیں رہ سکتا۔" درج بالا سورۃ انعام کی اس آیت پر بہت سے اشکالات وارد ہوتے ہیں اور اللہ رب العزت علمائے حق پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے ہر دور میں ان کا خوب تجزیہ فرمایا جیسے مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اس پر ایک قوی اشکال ہے جس کو روح المعانی میں ابو منصور سے نقل کیا ہے' وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد و قتال لازم فرمایا ہے حالانکہ قتال کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ مسلمان کسی غیر مسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کرے تو وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور مسلمان کا قتل حرام ہے تو اس اصول پر جہاد بھی ممنوع ہوجانا چاہئے۔ ایسے ہی ہماری تبلیغ اسلام اور تلاوت قرآن نیز اذان اور نماز پر بہت سے کفار مذاق اڑاتے اور مضحکہ بناتے ہیں تو کیا ہم ان کے اس غلط رویے کی بناء پر اپنی عبادات سے دستبردار ہوجائیں گے اس کا جواب خود ابو منصور نے یہ دیا ہے کہ یہ اشکال ایک ضروری شرط کے نظر انداز کردینے سے پیدا ہوگیا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ جائز کام جس کا لزوم مفسدہ کی وجہ سے منع کردیا گیا ہے۔ اسلام کے مقاصد اور ضروری کاموں میں سے نہ ہو جیسے معبودان باطلہ کو برا کہنا' اس سے اسلام کا کوئی مقصد متعلق نہیں' اس لئے جب اس پر کسی دینی مفسدہ کا خطرہ لاحق ہوا تو ان کاموں کو ترک کردیا گیا اور جو کام ایسے ہیں کہ اسلام میں خود مقصود ہیں یا کوئی مقصد اسلامی اس پر موقوف ہے۔"

تو ان مقاصد کو ہرگز ترک نہ کیا جائے گا' اگرچہ دوسرے لوگوں کی غلط روی سے ان پر کوئی مفسدہ یا خرابی مرتب ہوتی بھی نظر آئے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ اور امام محمد بن سیرینؒ دونوں حضرات ایک جنازہ کی نماز میں شرکت کے لئے چلے' وہاں دیکھا کہ مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی اجتماع ہے اس کو دیکھ کر ابن سیرینؒ واپس ہوگئے مگر حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ لوگوں کی غلط روش کی وجہ سے ہم اپنے ضروری کام کیسے چھوڑ دیں نماز' جنازہ فرض ہے اس کو اس مفسدہ کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا۔ (ایسے ہی عظمت رسالت کا تحفظ اور گستاخ رسول ﷺ کو انجام تک پہنچانا ہر مسلمان کا فرض ہے' معاشرے کی بدامنی' ملکی حالات کی نزاکت سوسائٹی میں فساد پھیل جانے کے موہوم خدشات اور اقلیتوں کی دلداری کے لئے یہ فرض ترک نہیں کیا جاسکتا۔ ڈاکٹر محمد صدیق شاہ بخاری) "خلاصہ یہ ہے کہ جو کام اپنی ذات میں جائز بلکہ ثواب بھی ہو مگر مقاصد شرعیہ میں سے نہ ہو' اس کے کرنے پر اگر کچھ مفاسد لازم آجائیں تو وہ کام ترک کردینا واجب ہوجاتا ہے۔ مگر جو کام مقاصد اسلامیہ میں داخل ہیں' خواہ فرائض و واجبات ہوں یا سنن موکدہ یا دوسری قسم کی شعائر اسلامی۔ اگر ان کے ادا کرنے سے کچھ کم فہم لوگ غلطی میں مبتلا بھی ہونے لگیں تو ان کاموں کو ہرگز نہ چھوڑا جائے گا' ابتدائے اسلام کے واقعات بھی شاہد ہیں کہ نماز و تلاوت اور تبلیغ اسلام کی وجہ سے مشرکین کو اشتعال ہوتا تھا مگر ان کی وجہ سے کبھی ان شعائر اسلام کو ترک نہیں کیا گیا۔" (ماخوذ از معارف القرآن' جلد سوم' ص ۴۱۸)

(۴۴)

"لڑائی میں زیادتی نہیں کرنی چاہئے" : وقتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ ط فان انتھو فلاعدوان الا علی الظلمین ○" البقرہ ۱۹۳) ترجمہ "اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہوجائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہوجائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی چاہئے۔"

DONOTCOMMITEXCESSES INBATTLE

Andfightthenuntlepersecution isnomore,andreligionisfor Allah,butifthatdesistthem lettherebenohistilityexcept againstworngdoess.(11::193)P, ThevisionPageNo,274

"اللہ کے بندے" : اللہ کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ پر گواہ نہیں بنتے اور جب کسی نامناسب فعل کے پاس سے گزرتے ہیں تو خودداری کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔" (فرقان ۷۲)

قرآن مجید ....جہلا اور رواداری : "اور بدی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی نامناسب بات سنتے ہیں تو اس سے درگزر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے' تم کو سلام ہے' ہم جاہلوں سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔") القصص ۵۴-۵۵)

تبلیغ اور رواداری : دینی بحث اور مناظرہ حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ کرنا چاہئے "ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ

الحسنہ وجادلھم بالتی ھیی احسن ط" (النحل ۱۲۵) ترجمہ "(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو۔"

DISSCUSS RELIGIOUS MATTERS WISDOM AND MILD EXHORTATION

Call men to the path of your lard with wisdom and mild exhortation. Redson with them in the most courrteus mamer...

(XVI:125) Z.

(The Vison Page No.138)

"یہی وہ رواداری ہے جو ایک حق پرست، صداقت پسند اور سلیم الطبع انسان اختیار کر سکتا ہے۔ وہ جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے اس پر سختی سے قائم رہے گا' اپنے عقیدے کا صاف صاف اظہار و اعلان کرے گا' دوسروں کو اس عقیدے کی صرف دعوت دے گا مگر کسی سے بدکلامی نہ کرے گا۔ کسی کو زبردستی اپنے مسلک پر لانے کی کوشش نہ کرے گا' باقی رہا حق کو حق جانتے ہو حق نہ کہنا یا باطل کو باطل سمجھتے ہوئے حق کہہ دینا تو یہ ہرگز کسی سچے انسان کا فعل نہیں ہو سکتا۔" (تفہیمات حصہ اول ص ۱۱۵۔۱۱۷)

"یہی وہ رواداری" ہے جس کا نتیجہ ہمارے سامنے رہے کہ سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں (راقم)

"یہاں ایک نظر دوبارہ لا اکراہ فی الدین والی آیت پر ڈال لی جائے کیونکہ یہی وہ آیت ہے۔ جس کا سہارا لے کر باطل اور باطل نواز گروہ مسلمانوں کو بے عملی' بے غیرتی' کم ہمتی اور بزدلی کا درس دے رہا ہے۔ "لا اکراہ فی الدین" اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اپنے عقائد زبردستی کسی سے نہیں منواتا کیونکہ یہ بزور منوانے کی چیز ہی نہیں' اسی طرح وہ اپنی عبادات بھی' جن کا لازمی تعلق اس کے عقائد سے ہے زبردستی کسی پر مسلط نہیں کرتا' ان دونوں امور میں وہ ہر ایک کو آزادی دینے کے لئے تیار ہے۔ لیکن وہ اس بات کو گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ قوانین تمدن خدا کے سوا کسی اور کے بنائے ہوئے ہوں اور خدا کی زمین پر اس کے باغی اس کو نافذ کریں اور مسلمان اس کے تابع ہو کر رہیں۔ اسلام یہ تقاضا کرتا ہے کہ مسلمان آگے بڑھ کر نظام زندگی پر قبضہ کریں اور پھر جہاں تک مذہبی عقائد اور عبادات کا تعلق ہے غیر مسلموں کے ساتھ "لا اکراہ فی الدین" کے اصول پر عمل کریں بے شک اسلام امن اور سلامتی کا حامی و موید ہے مگر اس کی نگاہ میں حقیقی امن اور سلامتی کا مطلب یہ سمجھ رکھا ہے کہ شیطانی نظامات کے زیر سایہ اطمینان کے ساتھ سارے کاروبار چلتے رہیں اور مسلمان کی نکسیر تک نہ پھوٹے' اس نے اسلام کا نقطہ نظر بالکل نہیں سمجھا' کیا اسلام کا کام بس یہی ہے کہ چند عقائد اور چند اصول اخلاق کی تعلیم دے کر آدمیوں میں اتنی لچک اور اتنی نرمی پیدا کردے کہ وہ ہر نظام تمدن میں خواہ وہ کسی قسم کا ہو باآسانی کھپ سکیں۔ اگر معاملہ یہی ہے تو پھر اسلام بدھ مذہب یا سینٹ پال کی بنائی ہوئی مسیحت سے زیادہ مختلف نہیں رہتا۔" (ترجمان القرآن مولانا مودودی صاحب ستمبر ۱۹۴۲ء)

"اسلام جس طرح یہ گوارا نہیں کرتا کہ کسی کو جبراً" مسلمان بنایا جائے' اسی طرح وہ یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ کوئی اس کے ماننے والوں پر تشدد کر کے انہیں اسلام سے برگشتہ کردے' اسلام کے بعض نکتہ چین جہاد کو اکراہ فی الدین سے تعبیر کرتے ہیں اور اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں' وہ سن لیں کہ اسلام ان کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے اپنے ماننے والوں کو دشمنان دین و ایمان کے جور و ستم کا تختہ مشق بننے کی اجازت نہیں دے گا۔" (ضیاء القرآن جلد اول ص ۱۷۹)

"قتل الموذی قبل الایذا" : جہاد و قتال کی تعلیم لوگوں کو قبول ایمان پر مجبور کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ دفع فساد کے لئے ہے' کیونکہ ان لوگوں (فسادیوں' باغیوں) کا قتل ایسا ہی ہے جیسے سانپ' بچھو اور دیگر موذی جانوروں کا قتل' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نصرانی بڑھیا کو اسلام کی دعوت دی تو اس کے جواب میں اس نے کہا "میں ایک قریب المرگ بڑھیا ہوں' آخری وقت میں اپنا مذہب کیوں چھوڑوں" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اس کو ایمان پر مجبور نہیں کیا بلکہ یہی آیت تلاوت فرمائی کہ "دین میں زبردستی نہیں ہے" (معارف القرآن جلد اول ص ۶۱۷)

"فسادیوں کا قتل ایسا ہی ہے جیسے سانپ' بچھو اور دیگر موذی جانوروں کا قتل" مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے وضاحت فرمادی ہے کہ باغیوں اور فساد بپا کرنے والوں کو قتل کیا جاسکتا جبکہ "رواداری" کے تحت کسی کو زبردستی اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ راقم

راوادی کی غلط تشریح کرنے والے اگر اب بھی مسلمانوں کو تلوار اٹھا کر اپنے جان' مال' عزت و عصمت اور وطن کی حفاظت کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اس وقت بھی تلوار اٹھانے کو رواداری کے لئے خلاف سمجھتے ہیں تو پھر ہمیں کہنے میں ذرا برابر عار نہیں ہے کہ یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں' یہ قرآن و حدیث میں تحریف کرنے والے ملحدین ہیں یہ مستشرقین ہیں' یہ وہ ٹولہ ہے جو مسلمانوں کو مٹانے کے لئے ان کی صفوں میں گھسا ہوا ہے۔ ان ظالموں کا بس چلتا تو یہ قرآن مجید سے "دینی غیرت و حمیت" دلانے والے جہاد اور قتال کی آیات کو کھرچ دیتے مگر ایسے عاجز ہونے کی وجہ سے یہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

Adarts-HMPT-22/95

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی

مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ

اہلِ عقل وانصاف کی عدالت میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا کفر ہے

اوپر کے اقتباس میں مدعا علیہ کا اعتراف گزر چکا ہے کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مدعا علیہ لکھتا ہے:

"اور جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر اتباع آنحضرت ﷺ اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت ﷺ کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا خیال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کرنا کفر ہے۔"

(ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۹۲۔ خزائن ص ۳۶۳ ج ۲۱)

مدعا علیہ سے دریافت کیا جائے کہ:

○ جب تونے براہین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا عقیدہ درج کیا تھا تو تونے قرآن اور الہام کے حوالے سے کفر درج کیا تھا؟ تیرا دعویٰ تھا کہ تو مجدد وقت ہے۔

○ کیا مجدد دین امت کو کفر کی تعلیم دینے کے لئے آتے ہیں؟

○ اللہ تعالیٰ نے جب انبیاء کرام علیہم السلام سے بشمول عیسیٰ علیہ السلام کے آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی نصرت کرنے کا اقرار لیا تھا تو کیا تیرے بقول ان سے کفر کا اقرار لیا تھا؟

○ یا اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام امتی کے یہ معنی نہیں جانتے تھے؟

○ اور جب تونے براہین میں یہ کفر لکھا تھا تو تو اس وقت امتی کے یہ معنی جانتا تھا یا نہیں؟ جو شیطان نے تجھے بعد میں تلقین کئے ہیں؟

فیج اعوج:

مدعا علیہ لکھتا ہے:

"اگر فیج اعوج کے زمانہ میں ایسا خیال دلوں میں ہوگیا تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں تو وہ قابل سند نہیں ہے۔"

(ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۱۹ خزائن ۲۸۴ ج

"افسوس کہ قرون ثلثہ کے بعد بعض مسلمانوں کے فرقہ کا یہ مذہب ہوگیا تھا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے، اور اب تک وہیں زندہ مع جسم عنصری بیٹھے ہیں۔ ان پر موت نہیں آئی"۔

(حقیقت الوحی حاشیہ ص ۵۹۔ خزائن ص ۶۱ ج ۲۲)

مدعا علیہ سے دریافت کیا جائے کہ:

○ "اول تو تیرا یہ جھوٹ ہے کہ قرون ثلثہ کے بعد یہ عقیدہ اختراع کیا گیا۔ کیونکہ تو خود اقرار کرچکا ہے کہ تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کا یہی عقیدہ تھا جیسا کہ پہلے باب میں نقل کیا جاچکا ہے:

(الملفوظات ص ۳ ج ۱۰)

○ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں، اور وہ مسجد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بر ملا اس کا اعلان کیا کرتے تھے۔ اور کسی صحابیؓ نے ان کو اس پر نہیں ٹوکا، لیکن تونے ان کو اس جرم میں جگہ جگہ غبی اور نادان کا خطاب دیا۔

○ اور حضرت عمر رضی اللہ

عنہ جن کے بارے میں تو لکھتا ہے:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ جانتے ہو کہ صحابہ میں کس قدر بڑا ہے' یہاں تک کہ بعض اوقات ان کی رائے کے موافق قرآن شریف نازل ہوجایا کرتا تھا' اور ان کے حق میں یہ حدیث ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ دوسری یہ حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا' تیسری یہ حدیث ہے کہ پہلی امتوں میں محدث ہوتے رہے ہیں' اگر اس امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۳۵۔ خزائن ۲۱۹ ج ۳)

یہی عمر رضی اللہ عنہ تھے جو تیرے اقرار کی مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کا اعلان فرمارہے تھے۔

(تحفہ بغداد ص ۴۸۔ خزائن ۵۸۱ ج ۱۵)

اس لئے کہ انہوں نے حدیث صحیح کے مطابق جب آنحضرت ﷺ سے ابن صیاد کے قتل کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

"ان یکن ھو فلست صاحبہ' انما صاحبہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔"

(مسند احمد ۳ ۳۶۸۔ مشکل الآثار ۴ ۹۷۔ مجمع الزوائد ۸ ۳-۲)

○ اور امام ابو حنیفہؒ جن کے بارے میں تو لکھتا ہے:

"امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے' اور ان کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے۔ اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی۔ اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی۔ اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد و استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے' سبحان اللہ! اس زیرک اور ربانی امام نے"

(ازالہ ص ۵۳۰۔ خزائن ص ۳۸۵ ج ۳)

اپنے رسالہ "الفقہ الاکبر" میں فرمایا ہے (اور اسی پر اپنے رسالہ کو ختم فرمایا ہے):

"وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربہا و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی ماوردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کائن۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔"

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۳۶ مطبوعہ مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

(نوٹ)

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی تفصیلی رپورٹ آپ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ (انشاء اللہ)

تبصرہ کتب

قارئین سے کتابوں کو متعارف کرانے اور علمی ذوق پیدا کرنے کے لئے کتابوں پر تبصرہ کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے۔ تمام ناشرین کتابوں کے دو دو نسخے ارسال فرمائیں۔ بہترین کتابوں کو ٹائٹل کی تصاویر کے ساتھ تبصرہ بھی شائع کیا جائے گا۔

آپ کے مسائل

ہفت روزہ "ختم نبوت" کا مقبول سلسلہ آپ کے مسائل کا حل ہے سوالات ارسال فرمائیں تاکہ یہ سلسلہ بھی مفید ہو اور قارئین کو علمی خزانہ مہیا کیا جائے۔

(ادارہ)

اخبارِ ختمِ نبوّت

مولانا ابو طلحہ راشد مدنی کا تبلیغی دورہ

مولانا ابو طلحہ راشد مدنی کا دورہ پنوں عاقل، بالے جی شریف، سکھر گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا ابو طلحہ راشد مدنی نے ضلع سکھر کا دورہ کیا، جس میں سکھر دفتر میں بھی رفقاء سے ملاقات کی اور پنوں عاقل سٹی کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھایا جمعہ کے خطاب میں مولانا مدنی نے حکومت کی قادیانیت نوازی، اور اسلام دشمنی پر سخت تنقید کی اور کہا کہ اگر حکومت پاکستان قادیانیوں اور دیگر گستاخان رسول ﷺ کے خلاف قانونی کارروائی نہیں کرے گی تو وطن عزیز کے ۱۲ کروڑ مسلم عوام خود شاتمان رسول کا خاتمہ کردیں گے جمعہ کے بعد مولانا نے نواحی دیہات بالے جی شریف، کا دورہ کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بالے جی شریف کے امیر حافظ شہاب الدین انڈھڑ اور دیگر عہدیداروں سے ملاقات کی اور انہیں مجلس کے پیغام کو عام کرنے کی اور مسلمانوں میں قادیانیت سے نفرت پیدا کرنے کی اپیل کی۔

بعد ازاں عالمی مجلس یونٹ بالجی شریف کے عہدیداروں نے عہد کیا کہ جب تک ہماری رگوں میں خون کا آخری قطرہ بھی موجود ہے ہم عظمت و ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے شاتمان رسول ﷺ سے لڑتے رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

مولانا انوار الحق حقانی کا اجتماع سے خطاب

(کوئٹہ پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما و صوبائی خطیب مولانا انوار الحق حقانی نے جمعہ کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ اگر روس نے اپنے مریدوں سابقہ آزاد شدہ ریاستوں کو اکسایا اسلامی تحریک طالبان افغانستان کی شرعی حکومت کے خلاف اور کسی قسم کی غلطی کو دھرایا تو جذبہ جہاد سے سرشار اللہ کی لشکر ابابیل بن کر اس کے تباہی کا باعث بنیں گے۔ اب تو ماسکو کے کیمونسٹوں کو طالبان خواب میں نظر آرہے ہیں۔ لیکن انشاء اللہ جیتے جاگتے انہیں ماسکو میں طالبان نظر آجائیں گے مولانا انوار الحق حقانی نے اسلامی انقلابی کونسل کے طرف سے اسلامی معاشرہ کے تشکیل کے لئے کئے گئے اقدامات کو درست قرار دیا۔ اور کہا کہ معروفات کو رواج دینا اور منکرات پر قدغن لگانا اسلامی حکومت کا اہم فریضہ ہے۔ کابل پر طالبان کے شرعی حکومت کے قیام سے بعض مکاتب فکر کو تکلیف ہوئی ہے اور اب وہ خالصتاً" شرعی اقدامات کی مخالفت کرکے اپنے بغض کو ظاہر کررہے ہیں۔ طالبان کی مخالفت کرکے اپنے آپ کو انہوں نے سیکولر جماعتوں کا ہمنوا بنادیا ہے جو کہ انتہائی افسوس ناک عمل ہے۔ مسلک حق دیوبندی نظریہ کی تمام مذہبی و سیاسی جماعتیں اور عام دیندار مسلمان طالبان تحریک پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔ مولانا حقانی نے کہا کہ اندرون افغانستان اور بیرون دنیا میں اسلامی ترویج کے بہت اچھے اثرات پڑے ہیں۔ آج پوری دنیا کی طاغوتی قوتیں پریشان ہیں۔ انشاء اللہ اب پوری دنیا میں حق کا علم بلند ہوگا اور کفر کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

حضرت مولانا سید اسعد مدنی کی دفتر مرکزیہ ملتان تشریف آوری

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے جانشین، جمعیت علماء ہند کے سربراہ، امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی ۸ر اکتوبر کی صبح کراچی سے ملتان تشریف لائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری کی سربراہی میں حضرت مدنی کے ارادت مندوں۔ دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور ملتان کے مدارس کے نمائندگان علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے ایئرپورٹ پر آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ ایئرپورٹ سے آپ جامعہ خیر المدارس تشریف لے گئے جہاں آپ نے اساتذہ و طلباء کے اجتماع سے علم کی فضیلت کے موضوع پر جامع پر اثر خطاب فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے جانشین حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری کی وفات پر ان کے لواحقین ورثاء سے دار بنی ہاشم میں تعزیت فرمائی۔ ظہر کے بعد آپ نے جامعہ قاسم العلوم میں دعا فرمائی۔ عصر کے بعد آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ ملتان میں تشریف لائے۔ آپ نے دفتر کا معائنہ فرمایا۔۔ پون گھنٹہ عالمی مجلس کی لائبریری میں آپ نے گزارا۔ مختلف فنون کی کتب کو دیکھا، مختلف مذاہب و فرق کی کتب اور ان کے رد میں لکھی گئی کتابوں سے آپ نے گہری دلچسپی لی۔ اور لائبریری کے ذخیرہ کتب پر مسرت کا اظہار فرمایا۔

روعیسائیت پر کتب کی فہرست کی فوٹو اسٹیٹ آپ نے دیوبند کے لئے لے جانے کا حکم فرمایا۔ جس کی فوری تعمیل کی گئی۔ عالمی مجلس کی وقیع اردو' عربی' انگریزی مطبوعات کا سیٹ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس موقع پر مجلس ختم نبوت کے خدام' مجلس تحفظ حقوق اہل سنت' تنظیم اہل جمیعت' جمیعت علماء اسلام' مختلف جماعات کے نمائندگان ملتان و بہاولپور سے آپ کے عقیدت مند جمع ہوگئے۔ مغرب کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ کی جامع مسجد میں آپ کا خطاب عام کا اعلان کیا گیا۔ جامع مسجد ختم نبوت کا ہال صحن' دفتر کا صحن سامعین سے بھر گیا تھا آپ کی اقتداء میں عوام نے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکریٹری حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری نے جلسہ عام کا آغاز کرایا۔ مدرسہ ختم نبوت ملتان کے مدرس جناب قاری خادم حسین نے تلاوت فرمائی' عالمی مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے ناظم اعلیٰ مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ نے سپاس عقیدت پیش کیا۔ اور حضرت کی تشریف آوری کا خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی حضرت مولانا سید اسعد مدنی نے سیرت النبی ﷺ کے مقدس عنوان پر ڈیڑھ گھنٹہ سے زائد خطاب فرمایا۔ بیان اتنا سادہ' مگر دلنشین' پر مغزو مدلل تھا کہ عوام و خواص جھوم اٹھے۔ دینی جماعتوں کے کارکن و رہنما مدارس و جامعات کے اساتذہ و شیوخ حدیث ملتان' مظفر گڑھ' لیہ' لودھراں' بہاولپور' تک کے لوگ شریک ہوکر اس خطاب سے فیض یاب ہوئے۔ عشاء کی نماز تھوڑی تاخیر سے ہوئی۔ نماز کے بعد عالمی مجلس کے دفتر میں بیسیوں افراد آپ سے بیعت ہوئے۔ عشائیہ میں آپ نے شرکت فرمائی اور یوں تقریباً" عصر کے بعد سے رات گیارہ بجے تک کا وقت آپ نے دفتر مرکزیہ میں گذارا۔ دفتر مرکزیہ کے رفقاء چوہدری محمد عثمان' رانا محمد طفیل جاوید' قاری حفیظ اللہ' جاوید احمد مغل اور مدرسہ کے طلباء نے آپ کی خدمت گذاری۔ جلسہ کے انتظامات میں بھرپور حصہ لیا۔ دوسرے دن علی الصبح آپ جامعہ رحیمیہ مہتمم قاری محمد ادریس ہوشیارپوری کی دعوت پر جامعہ کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور پھر دارالعلوم کبیروالا تشریف لے جاکر اساتذہ' و طلباء سے خطاب فرمایا اور انہیں اپنی دعاؤں سے سرفراز فرمایا گیارہ بجے کی پرواز سے آپ لاہور تشریف لے گئے۔۔ ملتان کے اس تمام پروگرام میں حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری آپ کے ساتھ رہے۔ جامعہ مدینہ کے نائب مہتمم حضرت مولانا سید محمود میاں کو چکوال' اٹک' پشاور' کراچی ملتان کے حضرت مدنی کے سفر میں ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔

مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خواجگان خان محمد صاحب دامت برکاتہم سیالکوٹ سے پروگرام مختصر کر کے لاہور تشریف لائے اور آپ سے جامعہ مدینہ میں الوداعی ملاقات کی۔ (ادارہ)

بقیہ: دینی غیرت

فضول تاویلوں کا سہارا لے رہے ہیں۔ اور مسلمان باپ کے سامنے بیٹی کو ننگا کیا جارہا ہے' بھائی کو باندھ کر اس کے سامنے اس کی بہن چادر عصمت تار تار کی جارہی ہے مگر میر جعفر اور میر صادق کے ان زندہ کرداروں کے کان پر جو تک نہیں رینگتی۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ آیئے ذرا قرآن مجید سے پوچھتے ہیں ...... راقم

قرآن مجید اور اسلامی غیرت

کفار اور دوستی : ارشاد ربانی ہے کہ "ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا ○" (البقرہ ۲۱۷) ترجمہ (اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے' یہاں تک کہ تمہارے دین سے تم کو پھیر دیں اگر اس کی طاقت رکھیں) اور مسلمانوں کے خلاف کارروائی میں کافر ہمیشہ سے ایک دوسرے کے بھرپور معاون اور مددگار ہیں اور وہ آپس کے لاکھوں اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف "الکفر ملۃ واحدۃ" کی سچی تصویر ثابت ہوتے ہیں' مسلمانوں کے خلاف کافروں کے اس اتحاد کو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے "یا ایھا الذین امنو ...... لا یھدی القوم الظلمین" (المائدہ ۵۱) ترجمہ "اے ایمان والو مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں سے ہے' یعنی مذہب' فرقہ بندی اور بغض و عداوت کے باوجود وہ باہم ایک دوسرے سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں' یہودی یہودی کا' نصرانی' نصرانی کا دوست بن سکتا ہے اور جماعت اسلام کے مقابلے میں سب کفار ایک دوسرے کے دوست اور معاون بن جاتے ہیں۔" (تفسیر عثمانی' ص ۲۰۴)

جاری ہے

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
ستار جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر : ۲۳۵۰۸۰

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی (۶) نئی مطبوعات

مکمل سیٹ منگوانے پر
خصوصی رعایت

تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء جلد سوم

۷۰۰ صفحات

تالیف : مولانا اللہ وسایا صاحب

○ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء آغاز تحریک سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء اختتام تحریک لمحہ بلمحہ کی مکمل تحقیقی رپورٹ ○ سانحہ ربوہ کی وجہ سے ملک گیر تحریک کی ہر شہر و قصبہ سے رپورٹیں ○ اہم شخصیات کے انٹرویوز ○ اخبارات و جرائد کی تمام خبریں، اداریے، رپورٹیں ○ تاریخی اشتہارات، نظمیں ○ کتاب کا مکمل اشاریہ

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ چار رنگا سرورق مجلد قیمت ۲۰۰/-

قومی تاریخی دستاویز (اردو)

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

مرزا ناصر و صدر الدین۔ قادیانی ولاہوری دونوں گروپوں کے مرزائی سربراہوں پر ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں ۱۳ دن جرح ہوئی جس کی مکمل تفصیلات سوالاً وجواباً اسمیں شامل ہیں اس تحریر کو پڑھنے سے آپ کو محسوس ہوگا کہ براہ راست قومی اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ مجلد چار رنگا ٹائیٹل لیمنیشن۔ صفحات ۳۰۰ سے زائد قیمت ۱۵۰/- روپے

قادیانی عقائد کا انسائیکلوپیڈیا

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

از :- پروفیسر محمد الیاس برنی۔ ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی

کمپیوٹر کتابت پہلی بار۔ نئے حوالہ جات۔ اغلاط سے مبرا، سفید کاغذ بہترین طباعت، مضبوط و عمدہ جلد۔ چار رنگا ٹائیٹل۔ ایک تاریخی علمی دستاویز جس میں قادیانی تحریک کے عقائد و عزائم، مکمل تاریخ، قادیانیوں کی مذہبی، سیاسی قلابازیوں کی مکمل تفصیلات جس نے قادیانی تحریک کے چہرے سے پردہ چاک کر دیا۔ صفحات ۱۱۶۴

قیمت ۳۰۰/- روپے

رئیسِ قادیان

مرزا قادیانی کی مستند سوانح حیات

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری کے قلم سے

پہلی بار کمپیوٹر کتابت سے آراستہ و پیراستہ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور مرزا جی کی پیدائش سے وفات تک اچھوتی و عمدہ تاریخی حقائق پر مشتمل مکمل سوانح۔ مرزا جی کے قول و عمل سے مزین علمی و تاریخی دستاویز۔ عمدہ کاغذ بہترین طباعت، مضبوط جلد۔ چار رنگا ٹائیٹل۔ صفحات ۶۷۶

قیمت ۱۵۰/- روپے

احتسابِ قادیانیّت

از قلم : مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اختر

حضرت مناظرِ اسلام کے ردِ قادیانیت پر تمام رسائل کا مجموعہ

جدید حوالہ جات کا اضافہ۔ نئی کمپیوٹر کتابت

بہترین کاغذ۔ عمدہ طباعت۔ مضبوط جلد۔ رنگین ٹائیٹل۔

صفحات ۳۰۰ قیمت ۱۰۰/- روپے

تحفۂ قادیانیّت (جلد دوم)

کاغذ و طباعت مثالی۔ بہترین کمپیوٹر کتابت

تالیف

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

یہ جلد حضرت مصنف مدظلہ کے ۹ مقالات کا مجموعہ ہے۔ تاریخی، مذہبی، سیاسی مباحث پر مشتمل عمدہ علمی دستاویز ہے۔ درج ذیل عنوانات پر مقالات ہیں :

○ دار العلوم دیوبند اور مسئلہ ختم نبوت ○ مسئلہ ختم نبوت اور مولانا نانوتوی ؒ ○ معرکۂ قادیان ولاہور ○ ظلی نبوت کا تار عنکبوت ○ پیام اقبال اور فتنۂ قادیانیت ○ مرزا طاہر کے جرمنی کے چیلنج کا جواب ○ ربوہ سے تل ابیب تک ○ ربوہ سے تل ابیب تک کے جواب کا جواب الجواب ○ مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد، سپریم کورٹ جنوبی افریقہ میں تحریری بیان ——— فتنۂ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے بہترین کتاب۔

مضبوط جلد۔ چار رنگا ٹائیٹل۔ صفحات ۴۰۰ سے زائد قیمت ۱۵۰/-

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

• مکمل سیٹ پر چالیس فیصد رعایت
• وی پی نہ ہوگی و پوری رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

۱ تا ۲۸ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ

بمطابق ۲۲ دسمبر ۹۶ء تا ۹ جنوری ۱۹۹۷ء

سالانہ قادیانیت و عیسائیت کورس

بمقام: مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب الحسینی

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب مسعود

حضرت مولانا خدا بخش صاحب شجاع آبادی

حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب

مولانا محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی

جناب اشتیاق احمد صاحب

جناب محمد متین خالد صاحب

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب

حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی صاحب

حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب

جناب طاہر رزاق صاحب ایم اے۔ لاہور

اور دیگر ماہرین فن لیکچر دیں گے

کورس میں شرکت کے لئے درجہ ثانیہ یا میٹرک پاس اور میٹرک پاس اوپر کی علمی قابلیت کا ہونا ضروری ہے۔ کورس میں علماء، خطباء، طلباء، ملازمین تمام طبقہ جات سے وابستہ حضرات شرکت کر سکتے ہیں۔ شرکاء کورس کو قلم، رہائش، خوراک، عالمی مجلس کی منتخب مطبوعات کا سیٹ اور دورہ صدر وظیفہ دیا جائے گا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا پوزیشن حاصل کرنے والوں کو کتب در نقد انعام دیا جائیگا اور کامیاب شرکاء کو اسناد دی جائیں گی۔

درخواستیں سادہ کاغذ پر

نام ________ ولدیت ________

مکمل پتہ ڈاک ________

تعلیم ________ پیشہ و دیگر کوائف لکھ کر ارسال کریں

وفاق کا امتحان ہوتے ہی جو طلباء آجائیں گے ان کو رہائش خوراک کی سہولت دی جائے گی البتہ تعلیم ۱۰ شعبان کو شروع ہوگی۔ آج سے ہی تمام بہی خواہان مجلس دینی تعلیم کے دلدادہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کوشش شروع فرمائیں اور ذیل کے پتہ پر درخواستیں بھجوائیں۔

(حضرت مولانا) عزیز الرحمن جالندھری ناظم اعلیٰ مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان فون 583486 514122